Postal Reg.No:PB-0258/2002

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 51 — شمارہ 10

ہفت روزہ

بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

21 ذی الحجہ 1422 ہجری 6 امان 1381 ہش 6 مارچ 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان: 2 مارچ 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور پرنور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت "العزیز" کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی، کامل شفایابی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے

یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنا چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمدللہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنی ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 371-370)

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(29 رمضان المبارک 2001ء بروز ہفتہ سورۃ الاعراف کی آیات 200 تا آخر سورۃ نیز سورۃ الانفال کی آیت 2 تک کے درس کا خلاصہ)

رمضان المبارک کے اختتامی درس پر پُر سوز عالمی اجتماعی دعا

نوویں قسط آخری

لندن۔ (۲۹ رمضان المبارک۔ ۱۵ دسمبر ۲۰۰۱ء)۔ آج اس رمضان کا آخری درس القرآن تھا جو حضور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا۔ کیونکہ بعض ممالک میں اتوار کو عید الفطر تھی اس لئے حضور ایدہ اللہ نے آج یعنی ہفتہ کے روز درس کے اختتام پر اجتماعی دعا کروائی جس میں دنیا بھر کے احمدی شامل ہوئے آج کے درس کا آغاز سورۃ الاعراف کی آیت ۲۰۰ سے آخر سورۃ تک اور پھر سورۃ الانفال کی دوسری آیت تک جاری رہا۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

آیت ۲۰۰: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾۔ عفو اختیار کر اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بخاری میں یہ حدیث ہے کہ: "حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت لوگوں کے اخلاق کے بارے میں نازل ہوئی۔" (بخاری کتاب تفسیر القرآن)۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ: سہل بن معاذ بن انسؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "فضائل میں سے بلند ترین یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے جو تجھ سے قطع رحمی کرتا ہے اور اسے دے جو تجھے نہیں دیتا اور اس سے درگزر کرے جو تجھے گالیاں دیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد ۳، صفحہ ۴۳۸ مطبوعہ بیروت)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عفو بہت ضروری ہے۔ عفو ہوتا کیا ہے؟ اس کی تعریف میں آنحضرت ﷺ نے سب سے بڑی تعریف جو بتائی وہ یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے جو تجھ سے قطع رحمی کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ صلہ رحمی تو عام طور پر لوگ کرتے ہی ہیں۔ لیکن اس کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب اگلا صلہ رحمی نہ کرتا ہو۔

ایک حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے اخلاق کو برداشت کریں اور ان میں ظاہر و آسان کو قبول کریں اور ان کی ٹوہ میں نہ لگے رہیں۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ باب خذ العفو)۔ حضور نے فرمایا کہ جو حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بات کو منسوب کرتی ہے اسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔

باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

امن وسلامتی کے قیام کے لئے

شہزادۂ امن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوششیں

11 ستمبر کے واقعہ کے بعد دجالی قوتوں کے مسلمانوں پر حملے تیز ہو چکے ہیں۔ افغانستان کی طالبان حکومت کو نیست ونابود کرنے کے دعوے کئے جارہے ہیں اور پاکستان میں بھی طالبان نوازوں پر شکنجے کس دئے گئے ہیں اور اب عالمی سطح پر دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر ایران، عراق، کوریا، مصر، انڈونیشیا، ملائیشیا وغیرہ پر حملوں کے لئے راہیں ہموار کی جارہی ہیں۔

دوسری طرف امریکہ اور امریکن نوازوں پر جگہ جگہ جہادیوں کے حملے جاری ہیں۔ ان کے اشخاص کو اغوا کیا جارہا ہے اور عمارتوں کو نقصان پہنچایا جارہا ہے۔ اس ضمن میں مسلم مدرسے نہ صرف عتاب کا نشانہ بن رہے ہیں بلکہ ہندو پاک اور دیگر ملکوں سے مدرسوں کے ملاؤں اور مفتیوں کو پکڑا جارہا ہے۔ امریکہ اور امریکن نوازوں پر حملوں کے باعث اب امریکہ و برطانیہ کے شہری خود کو غیر محفوظ سمجھنے لگے ہیں اور ان ممالک کے شہریوں میں اپنی حکومتوں کے خلاف اس بناء پر جذبات بھڑک رہے ہیں کہ اگر یہ حکومتیں بلاوجہ جہادی مسلمانوں کو نہ چھیڑتیں تو آج امن وامان سے ان کے شہری دنیا میں کہیں بھی سفر کر سکتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت امریکہ جو اپنے شہریوں کے لئے تلخ پھل چن رہا ہے وہ پہلے تو عراق پر اس کے حملے کی وجہ سے ہیں۔ مسلمانوں نے سعودی عرب اور امریکہ کے اس طرز عمل پر جس کے ذریعہ اس نے کویت کی مدد کے بہانے ایک طرف تو عراق کو کچل کر رکھ دیا تھا اور دوسری طرف سعودی عرب پر ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے فوجیوں کے پاؤں جمادئے تھے سخت ناپسند کیا ہے اور اس کا ردعمل آج اسامہ بن لادن اور اس کے ساتھیوں کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔

دوسری طرف امریکہ نے اس ریجن میں اپنے فوجی اڈے بنانے کے لئے اور USSR کو افغانستان سے نکالنے کے لئے پاکستان اور طالبان کو مدد دی۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستانی ملا اور طالبان نے امریکہ پر عراقی حملہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ردعمل کو اپنے ہاں پناہ دی اور یہ دونوں ایک طاقت بن کر اسی امریکہ کے خلاف تانے بانے بننے لگے جسے آج القاعدہ نیٹ ورک یا دیگر اور کئی ناموں سے یاد کیا جارہا ہے۔

امریکہ نے بظاہر تو القاعدہ نیٹ ورک کو کچلنے کا دعویٰ کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کا یہ دعویٰ بالکل لایعنی اور فضول ہے۔ تشدد کو تشدد کے ذریعہ کچلنے کا ہمیشہ ہی یہ نتیجہ ہوا ہے کہ تشدد کی جڑیں مرتی نہیں بلکہ وقتی طور پر دب جاتی ہیں موسم سازگار ہونے پر اس کی جڑیں پھر پھوٹ پڑتی ہیں۔

ہماری اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ تو جہادی ملاؤوں کا طریق کار اسلامی ہے اور نہ ہی امریکہ کا ڈھنگ انسانی قدروں کے مطابق ہے ایسے طریقوں سے تشدد، کٹر واد اور نفرت کا کبھی خاتمہ ہونے والا نہیں۔ اصل طریقہ وہی ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل قرآن مجید نے پیش کیا ہے اور جسکا اسوہ حسنہ ہم نے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے وجود میں دیکھا تھا اور جسکی عملی شکل آج کے اس دور میں امن کے پیغامبر آپؐ کے غلام اور عاشق صادق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو دکھائی ہے اور وہ طریقہ ہے دلوں کو جیتنے کا اور دلوں پر فتح پانے کا۔

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔

”جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے دنیا کی سیاست کو روشناش کرائے اور جس ملک میں بھی احمدی بستے ہیں وہ ایک جہاد شروع کریں ان کو بتائیں کہ تمہارا آخری تجزیہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تمہارے ہر قسم کے خطرات کی بنیاد خود غرضی اور ناانصافی پر ہے۔ دنیا کی قوموں کے درمیان جو چاہیں نئے معاہدات کرلیں جس قسم کے نئے نقشے بنانا چاہتے ہیں بنائیں اور ان کو ابھاریں لیکن جب تک اسلامی عدل کی طرف ...... نہیں آئیں گے، جب تک حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں پناہ نہیں لیں گے جو تمام جہانوں کے لئے ایک رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس لئے صرف اور صرف آپ کی تعلیم ہے جو بنی نوع انسان کو امن عطا کر سکتی ہے باقی ساری باتیں ڈھکوسلے ہیں جھوٹ ہیں سیاست کے فسادات ہیں، ڈپلومیسی کے دجل ہیں اس کے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پس امن عامہ کے قیام کی خاطر یا امن عالم کے قیام کی خاطر آج صرف جماعت احمدیہ ہے جس نے صحیح خطوط پر ایک عالمی جہاد کی بناء ڈالنی ہے اس لئے میں آپ سب کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دنیا سے تعصبات کے خلاف جہاد شروع کریں اور دنیا سے ظلم وستم کو مٹانے کیلئے جہاد شروع کریں۔ سیاست سے عدل کو روشناس کرانے کے لئے جہاد شروع کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 نومبر 1990ء بمقام مسجد فضل لندن)

انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کوششوں کا تذکرہ کیا جائے گا جو آپ نے دنیا میں امن عالم کے قیام کے لئے فرمائیں۔

نہایت خوفناک اور قابل مذمت!

27 فروری کو صبح گجرات کے گودھرا ریلوے سٹیشن پر کچھ لوگوں نے سابرمتی ایکسپریس کے چار ڈبوں کو آگ لگا دی۔ U.N.I کی خبر کے مطابق اس سے کم از کم 58 افراد ہلاک اور دیگر 45 زخمی ہو گئے۔ ان میں بیشتر رام سیوک تھے جو ایودھیا سے کار سیوا کر کے واپس آرہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد شہر میں مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ یہاں کافی مسلم آبادی ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر حکام نے غیر معین عرصہ کیلئے کرفیو نافذ کر دیا ہے اور امن برقرار رکھنے کیلئے حکم دیا کہ بلوائیوں کو دیکھتے ہی گولی ماردی جائے۔ ٹرین صبح 8 بجے گودھرا سے روانہ ہوئی تھی۔ جب وہ ریلوے اسٹیشن سے تقریباً نصف کلومیٹر دور تھی تو شرپسندوں نے ٹرین کو روک دیا اور پہلے اس پر پتھراؤ کیا پھر چار بوگیوں پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ کہا جاتا ہے اس سے پہلے کچھ رام سیوکوں کی علاقہ کے لوگوں سے کسی وجہ سے کچھ تکرار ہو گئی تھی جس کو ایک خاص طبقہ کے لوگوں نے اپنی ذلت محسوس کیا۔

مرکزی سرکار نے اترپردیش سرکار سے کہا ہے کہ وہ رام سیوکوں کو جو بھاری تعداد میں ایودھیا پہنچ رہے ہیں وہاں داخل ہونے سے روکے۔ وزارت داخلہ نے صوبائی حکام کو ایک پیغام میں کہا ہے کہ وہ ریل گاڑیوں میں مسافروں کی گروپ ریزرویشن کو روکیں۔ کیونکہ رام سیوک ریل گاڑیوں کے ذریعہ ہی آرہے ہیں۔

یکم مارچ کو ملک بھر میں وشو ہندو پریشد کی جانب سے ہڑتال کی کال دی گئی اس دوران کئی جگہوں پر آتش زنی توڑ پھوڑ کے واقعات ہوئے۔ مسجدوں، مزاروں کو توڑا گیا اور جلایا گیا۔ جمعہ پڑھ کر مسجد سے باہر آتے ہوئے لوگوں پر پتھراؤ کیا گیا۔ سرکاری اطلاعات کے مطابق اس ہڑتال کے دوران تقریباً دو صد لوگ مرے جن میں سے کئی جلائے گئے۔ چنانچہ اب تک 34 شہروں میں کرفیو لگ چکا ہے۔ کرفیو کے باوجود بھی پورے ملک میں تشدد اور قتل وغارت کے واقعات ہوئے اور 2 مارچ تک تقریباً 300 افراد قتل کئے گئے یا جلائے گئے ہیں۔ اس تشدد کا سب سے بدترین پہلو یہ ہے کہ یہ تشدد اب گجرات کے دیہاتی علاقوں میں بھی تیزی سے پھیل گیا ہے۔ خبر کے مطابق ایک گاؤں میں ایک فرقہ کے 30 لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا ہے۔

گجرات پر لگاتار مصیبتوں اور آفتوں کا سلسلہ جاری ہے گزشتہ سال خوفناک زلزلہ آیا تھا جس میں ہزاروں لوگ مرے اور لاکھوں بے گھر ہوئے تھے اور کروڑوں کا مالی نقصان ہوا تھا۔

حالیہ واقعہ میں دونوں قوموں (ہندو مسلمان) کو ایک سازش کے تحت لڑانے کی کوشش کی گئی ہے اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ کاش ہندو اور مسلمان اس بات کو محسوس کریں کہ تشدد اور قتل وغارت سے کوئی مسئلہ حل ہونے والا نہیں۔ اگر تشدد، قتل وغارت، خون اور لاشوں کے ڈھیر پر مندر بنا بھی لیا جائے تو ایسے مندر کا شری رام چندر جی کے جذبہ ایثار وقربانی سے بھلا کیا جوڑ ہوگا ...... حضرت رام تو وہ تھے جن کا جذبہ ایثار وقربانی نے تخت وتاج کو بھی چھوڑ کر جنگل کی خاک چھاننے کو ترجیح دی تھی ...... خیر جو بھی ہوا بہت برا ہوا۔ جماعت احمدیہ ہر طرح کے تشدد اور ظلم کی چاہے وہ کسی بھی طبقہ کی طرف سے ہو مذمت کرتی ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ہم اس بات کی دہائی دیتے نہیں تھکتے کہ ہم ایک سیکولر قوم ہیں اور یہ کہ سیکولرازم کی جڑیں ہمارے اندر گہرائی تک چلی گئی ہیں۔ لیکن آزادی کے 50 سال گزرنے کے بعد بھی ہمارے معاشرے میں فرقہ وارانہ جھگڑے اور قتل وغارت کے واقعات پہلے سے بڑھ کر ہو رہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم سیکولرازم کا راگ الاپنے کے باوجود سیاست کو مذہب سے الگ نہیں کر پائے ہیں۔ اور اپنے مفادات کی خاطر مذہبی جذبات کو بھڑکا کر سیاسی مفادات حاصل کرنا ہمارے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ خدا جانے سیاست کا یہ گھنونا اور قابل نفرین کھیل کب تک ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹتا رہے گا۔

اس نوٹ کے آخر پر ہم امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی درج ذیل دعا تحریر کرتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ ہندوستان کو امن عطا کرے اور ہندوستان ...... میں نفرت کی جو لہریں چلائی جارہی ہیں اور ایک ہندوستانی اپنے دوسرے ہندوستانی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس مصیبت کو دور کرے اور سارے ہندوستان کو انسانیت کی قدروں کو پہچاننے کا موقعہ عطا کرے۔ ہندوؤں مسلمانوں سکھوں پارسیوں اور سبھی مذاہب کے لوگوں کو مذہبی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کی توفیق بخشے۔ اور یہ بات سبھی ہندوستانیوں کے دل میں بٹھا دے کہ کوئی سچا مذہب خدا کے بندوں سے نفرت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ کسی مذہب کی سچائی کی یہی دلیل ہے کہ وہ مذہب خدا کے بندوں سے رحم اور محبت کی تعلیم دے۔ یاد رکھیں کہ جو انسان مخلوق سے محبت نہیں کرتا وہ خالق سے بھی محبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا میں حقیقی امن کے قیام کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (خطاب جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۰ء)

(منیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

خدا امن کا بخشنے والا ہے ۔سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا

مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں ہوں۔وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کا ہمسایہ اس کے شرّ سے امن میں نہ ہو۔

(آیات قرآنی ،احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت ’’المومن‘‘ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۸/دسمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۸/فتح ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمد لله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

خطبات کا پچھلا جو سلسلہ تھا وہ اَلسَّلَام سے تعلق رکھتا تھا اور آج کے خطبہ کا موضوع صفتِ اَلْمُؤْمِنُ ہے۔اس ضمن میں سب سے پہلے تو میں لفظ مومن کے لغوی معانی پیش کرتا ہوں، پھر انشاء اللہ تعالیٰ تفصیلی مضمون بیان کروں گا۔

امن خوف کا برعکس ہے۔ اَمِنَهٗ وَاَمِنَ مِنْهُ کا مطلب ہے اس کی طرف سے مطمئن اور محفوظ ہو گیا۔کہا گیا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ ’’کہا گیا ہے‘‘ کی مجھے سمجھ نہیں آئی ویسے یقیناً اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کیونکہ اس نے مخلوقات کو اپنے ظلم سے امن بخشا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ وہ ہے جو اپنے اولیاء کو اپنے عذاب سے امن بخشا ہے۔(لسان العرب ، المنجد)۔

حضرت امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مومن، امن سے بنا ہے اور اس کا اصل مطلب ہے طمانیتِ نفس کا حاصل ہونا اور خوف کا زائل ہو جانا۔امن اور امان اور امانت تین مصادر ہیں اور امان اور امانت کا لفظ بعض دفعہ اس حالت کے لئے بولا جاتا ہے جس میں انسان کو امن نصیب ہو اور بعض دفعہ اس چیز کے لئے جس پر کسی کو امین بنایا جائے۔﴿وَتَخُوْنُوْا اَمَانَاتِكُمْ﴾ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہی معنوں میں ہے کہ تم خود اپنی امانتوں کی خیانت کرتے ہو۔

آیت کریمہ ﴿مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾ کا مطلب ہے کہ اس خانہ کعبہ میں جو داخل ہوا وہ امن میں آگیا۔یہ معنے بھی کئے گئے ہیں کہ وہ دنیا کی بلاؤں سے محفوظ ہو گیا۔یہ معنے بھی کئے گئے ہیں کہ وہ اس بات سے امن میں آگیا کہ کوئی اس سے ٹکر لے۔ اٰمَنَ کا فعل متعدی بھی ہے اور لازم بھی ہے۔ یعنی اٰمَنَ کا مطلب ہے جو امن میں آگیا اور اٰمَنَ کا ایک مطلب ہے کہ دوسرے کو امن میں لے آیا۔چنانچہ کہتے ہیں اٰمَنْتُهٗ یعنی میں نے اسے امن مہیا کیا۔اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا نام مومن ہے۔

اب سب سے پہلے آیت کریمہ اس تعلق میں ہے ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (الحشر:۲۴)۔وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے۔پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔

(ابن ماجہ۔ باب فی الایمان)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں ہوں۔اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ سلامت رہیں۔اور مہاجر وہ ہے جو برائی کو چھوڑ دے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ ہو۔

(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المکثرین)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس شخص کا کوئی ایمان نہیں۔اللہ کی قسم! اس شخص کا کوئی ایمان نہیں۔اللہ کی قسم! اس شخص کا کوئی ایمان نہیں۔صحابہؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! کس کا؟ آپؐ نے فرمایا: ایسے ہمسائے کا جس کا ہمسایہ اس کے بوائق سے امن میں نہ ہو۔صحابہؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! بوائق سے کیا مراد ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا: اس کی شرارتیں اور ایذا رسانیاں۔(مسند احمد۔ باقی مسند المکثرین)

حضرت یعلیٰؓ بن امیہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطابؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے (أنْ تقصُروا من الصلاة إنْ خفتم) کہ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز قصر کر لو اگر تم خوف میں ہو۔ مگر اب تو لوگ امن میں ہیں۔اس پر آپ (یعنی حضرت عمر) نے کہا: مجھے بھی اس بات پر تعجب ہوا تھا جس پر تمہیں تعجب ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: (یہ) صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے سو اسے قبول کرو‘‘۔(سنن الدارمی۔ کتاب الصلاة)۔ پس اب ہر مسافر پر نماز قصر ہو جاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک احسان ہے۔

حضرت فَضَالہ بن عُبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مرنے والے کا عمل (اس کی موت کے ساتھ ہی) ختم کر دیا جاتا ہے سوائے اُس شخص کے جو اللہ کی راہ میں رباط کرتے ہوئے فوت ہو۔اس کا عمل اس کے لئے قیامت تک بڑھایا جاتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے امن پا جاتا ہے۔(ترمذی۔ کتاب فضائل الجہاد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے جس روز رحمت پیدا کی تو اُس کے سو حصے بنائے۔ پھر ننانوے حصے تو اپنے پاس رکھ لئے اور ایک حصہ اپنی ساری مخلوقات میں تقسیم کر دیا۔اگر ایک کافر کو اس ساری رحمت کا علم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو وہ کبھی بھی جنت سے مایوس نہ ہو۔اور اگر ایک مومن کو اس سارے عذاب کا علم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو وہ کبھی بھی اپنے آپ کو آگ سے مامون اور محفوظ خیال نہ کرے۔(صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب ایک مسلمان چالیس برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنون، برص اور جذام کی طرح کی انواع و اقسام کی بلاؤں سے امن دیدیتا ہے۔اب بعض لوگ چالیس برس کو پہنچتے ہیں مگر جنون اور برص اور جذام سے ان کو نجات نہیں ملتی۔یہ غالباً حضرت رسول اکرم ﷺ انبیاء کی بات کر رہے ہیں کیونکہ انبیاء جب چالیس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو اس وقت ان کو کوئی ایسی بیماری نہیں ہوتی ورنہ دشمن اس پر تمسخر اڑاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی یہ روایت آتی ہے کہ دشمن نے مشہور کیا ہوا تھا کہ آپ کو برص ہو گئی ہے۔ پس آپ

بسا اوقات دونوں بازو اُڑس کر بیٹھا کرتے تھے خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ کوئی ایسا دشمن جو دیکھنے کے لئے آتا تھا کہ واقعی برص ہے کہ نہیں اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے کہ کچھ بھی نہیں ہے تو مراد غالباً انبیاء ہی کی ہے۔ نبیوں کو چالیس سال کی عمر میں کوئی ایسی بیماری نہیں ہوتی جو شماتتِ اعداء کا موجب ہو اور بلاشبہ کسی نبی کو بھی ایسی بیماری نہیں ہوئی۔

پھر فرماتے ہیں "جب وہ پچاس برس کو پہنچتا ہے تو اللہ عزوجل اس پر اس کا حساب نرم کر دیتا ہے"۔ اور یہ تو ہم توقع رکھتے ہیں کہ اللہ ہمارا حساب نرم کر دے گا" اور جب وہ ساٹھ برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے اِنابت عطا کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ اور جب وہ ستر برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اور اہل آسمان بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور جب وہ اسّی برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کی نیکیاں قبول کر لیتا ہے اور اس سے اُس کی بدیاں دُور کر دیتا ہے اور جب وہ نوّے برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کا نام "زمین میں اللہ تعالیٰ کا اسیر" رکھا جاتا ہے اور اسے اپنے اہل کے بارہ میں شفاعت کرنے کی اجازت دی جاتی ہے"۔ (مسند احمد بن حنبل. مسند المكثرين من الصحابه)

اب یہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کس حد تک یہ روایت قابل اعتماد ہے، کس حد تک اس میں سننے والے نے کوئی مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہوا ہے۔ لیکن ہر شخص کا یہ حال نہیں کہ جب وہ اتنی عمر کو پہنچ جائے تو اس کو انابت الی اللہ بھی مل جاتی ہے۔ وہ اللہ کا ولی بھی ہو جاتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس کو چاہے عطا فرمائے، جس کو چاہے نہ عطا فرمائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کو امن میں پائیں۔ (ترمذی کتاب الایمان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں مومن کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر کسی شک و شبہ میں نہ پڑے اور اللہ کے راستہ میں انہوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا۔ اور دوسرے وہ مومن جنہیں لوگ اپنے اموال اور اپنی جانوں کا امین ٹھہراتے ہیں۔ اور تیسرے وہ مومن جو اپنی کسی پسندیدہ چیز کو حاصل کرنے کے قریب ہوتے ہیں لیکن پھر اسے اللہ عزّوجل شانہ کی خاطر ترک کر دیتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۸ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کچھ بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس آکر ٹھہرے اور فرمایا کہ مَیں تم کو تمہارے برے اور اچھے لوگوں کے بارہ میں آگاہ نہ کروں۔ روای کہتے ہیں اس پر صحابہ خاموش رہے۔ آنحضرت ﷺ نے تین دفعہ یہ بات دوہرائی۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ ہمارے برے اور بہتر افراد کے بارہ میں کچھ فرمائیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جس سے بھلائی کی امید رکھی جاتی ہے اور اس کے شر سے محفوظ رہا جاتا ہے اور تم میں سے بدوہ ہے جس سے خیر کی امید نہیں رکھی جاتی اور اس کے شر سے بھی امن میں نہیں رہا جاتا۔ (ترمذی کتاب الفتن)

حضرت میناء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے غلام تھے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے ابوہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ آپؐ کے پاس ایک شخص آیا جو میرا خیال ہے قیس قبیلے سے تھا۔ اُس نے کہا: یا رسول اللہ! حِمْیَر قبیلہ پر لعنت کی دعا کریں۔ مگر آپؐ نے اس سے اعراض کیا۔ پھر وہ دوسری طرف سے آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے پھر اس سے اعراض کیا۔ وہ پھر دوسری طرف سے آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے پھر اُس سے اعراض فرمایا۔

شریف جیولرز

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

فون دوکان 0092-4524-212515

رہائش 0092-4524-212300

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حِمْیَر پر رحم فرمائے۔ اُن کے منہ سلامتی ہیں، اُن کے ہاتھ کھانا ہیں اور وہ اہلِ امن اور ایمان ہیں۔ (ترمذی. کتاب المناقب)۔ ان کے ہاتھ کھانا ہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ بہت مہمان نواز قوم ہیں۔

علامہ فخرالدین رازی اس آیت میں مومن کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اَلْمُؤْمِن دو طرح سے ہوا۔ ایک اس طرح کہ وہی ہے جو اولیاء کو اپنے عذاب سے امن دیتا ہے۔ عربی میں کہتے ہیں اٰمَنَهٗ يُؤْمِنُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ یعنی اس نے فلاں کو امن دیا۔ پس وہ مومن یعنی امن دینے والا ہوا۔ دوسرے اس طرح اَلْمُؤْمِن ہوا کہ وہ مصدق ہے اور مصدق یا تو اس معنے میں ہے کہ وہ انبیاء کے لئے معجزات ظہور میں لاکر ان انبیاء کی تصدیق کرتا ہے یا وہ اس طرح مصدق ہے کہ محمد ﷺ کی امت تمام انبیاء کے لئے گواہی دیتی ہے جیسا کہ فرمایا ﴿لِتَكُونُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ پھر اللہ تعالیٰ اس گواہی کے حوالہ سے ان کی تصدیق کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر رازی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: (قیامت کے دن) نوحؑ کو بلایا جائے گا اور ان کو کہا جائے گا: کیا تُو نے پیغام پہنچا دیا تھا؟۔ وہ جواب دیں گے: ہاں۔ اس پر اُن کی قوم کو بلایا جائے گا اور اُن کو کہا جائے گا کہ کیا اِس نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، بلکہ ہمارے پاس تو کوئی بھی نہیں آیا۔ اس پر (نوحؑ سے) کہا جائے گا: تمہارے گواہ کون ہیں؟ وہ عرض کریں گے: محمد (ﷺ) اور آپ کی امت۔ اس پر تمہیں حاضر کیا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ اس نے پیغام پہنچا دیا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿كَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾۔ (ترمذی. کتاب تفسیر القرآن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں۔ لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے اور وہ بجائے دلائل پیش کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے" (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۵)۔ یہاں راز سے مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح کو جو تین ایک اور ایک تین کہتے ہیں جب پوچھا جائے کہ ہو نہیں سکتا ایک تین ہوں اور تین ایک ہو تو کہتے ہیں یہ راز ہے اور تم ایمان لے آؤ گے تو پھر اس کو قبول کرو گے۔ جو اس پر ایمان نہیں لایا وہ کیسے بغیر سوچے سمجھے راز کو قبول کر سکتا ہے۔ پس یہ عیسائیوں کا چکر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی راز واز نہیں، سب دنیا جانتی ہے کہ خدا کا کوئی بیٹا نہیں۔

یہ قرآن کریم کی آیت ہے ﴿وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا. وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى. وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ. وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ (البقرہ: ۱۲۶-۱۲۷)۔ اب یہ دو آیات ہیں ایک میں ﴿هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا﴾ ہے اور ایک میں ہے ﴿هٰذَا الْبَلَدَ﴾ تو اس پر مفسرین نے مختلف خیال آرائیاں کی ہیں مگر میرے نزدیک اصل حقیقت یہ ہے کہ جب بے آب و گیاہ وادی میں حضرت اسماعیل کو چھوڑا تھا تو وہاں کوئی بھی بلد نہیں تھا تو ﴿هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا﴾ فرمایا تھا ﴿هٰذَا الْبَلَدَ﴾ نہیں فرمایا۔ اور اس کے بعد پھر بھی آپ تشریف لاتے رہے ہیں اس عرصہ میں کافی لوگ اکٹھے ہو گئے تھے اور وہ ایک پورا ﴿الْبَلَد﴾ بن گیا تھا۔ پس یہی معنے ہیں اس کے کہ ایک دفعہ فرمایا ﴿هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا﴾ اور دوسری دفعہ ﴿هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا﴾ (ابراہیم: ۳۶) یہ جو شہر آباد ہو چکا ہے اس کو امن والا بنا۔

حکومت حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن پر مقرر کردہ گورنر ابرہہ خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے ہاتھیوں کا لشکر لے کر نکلا۔ مکّہ کے قریب پہنچ کر اس نے پڑاؤ کیا۔ وہاں اہل مکہ کے اونٹ چر رہے تھے۔ ابرہہ کے لوگ اونٹوں کو پکڑ لائے۔ ان میں حضرت عبدالمطلب کے اونٹ بھی تھے۔ آپ

ان دنوں قریش کے سردار تھے۔ پھر ابرہہ کا ایلچی آپ کے پاس آیا اور آپ کو ساتھ لے گیا۔ ابرہہ آپ کو دیکھ کر بے حد مرعوب ہو گیا اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ آپ کس لئے آئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کہ تمہارے لوگوں نے میرے اونٹ پکڑ لئے ہیں، وہ مجھے دیدیں۔ یہ سن کر ابرھہ نے کہا کہ تمہیں دیکھ کر میں سمجھا تھا کہ تم بڑے زیرک اور بزرگ انسان ہو مگر تم سے گفتگو کر کے مجھے بڑی مایوسی ہوئی ہے۔ تم اپنے اونٹوں کے بارے میں تو فکر مند ہو مگر تمہیں اس خانہ کعبہ کے بارہ میں کوئی فکر نہیں جو تمہارے آباء واجداد کے دین کا شعار ہے اور جسے میں گرانے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت عبدالمطلب نے ابرہہ سے کہا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں اور انہیں بچانے آیا ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے جو اِسے ضرور بچائے گا۔ ابرہہ نے کہا: تو پھر آج یہ گھر مجھ سے نہ بچ سکے گا۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، دیکھتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر واپس ہوئے اور اہل مکہ کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کی زنجیر پکڑ کر ابرہہ اور اُس کے لشکر کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے لگے۔ پھر آپ اہل مکہ کے ساتھ مکہ سے نکل کر پہاڑیوں پر چلے گئے اور ابرہہ کے حملے کا انتظار کرنے لگے۔ اگلے دن جب ابرہہ نے اپنے لشکر کو مکّہ پر چڑھائی کا حکم دیا تو سب سے اگلے ہاتھی نے مکّہ کی طرف چلنے سے انکار کر دیا اور بیٹھ گیا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے پرندے بھیجے جن کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جن کے لگنے سے یہ لشکر ہلاک ہو گیا اور جو بچ گئے وہ صحرا میں بھٹک کر بھوکے پیاسے مر گئے۔ (سیرت ابن ہشام)

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے یہ ابابیلیں تھیں جو بھجوائی گئیں اور ان کے چھوٹے چھوٹے کنکروں سے وہ لشکر ہلاک نہیں ہوا اس میں چیچک کے جراثیم تھے اور ان جراثیم کی وجہ سے پورے کے پورے لشکر میں خطرناک چیچک پھیلی اور اس چیچک کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:-

"﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا﴾: واقعی بیت اللہ امن کا گھر بنا کر ﴿يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ﴾ (العنکبوت:۶۸) ﴿وَ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ﴾ (القریش:۵) کا نظارہ پیش نظر ہے۔۔۔۔۔۔ چونکہ حضرت ابراہیمؑ ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ﴾ سے سمجھ گئے تھے کہ یہاں کچھ شریر بھی ہوں گے اس لئے عرض کیا کہ ﴿وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ﴾ یعنی مومنوں کو رزقِ طیّب دے۔ اللہ نے فرمایا: نہیں، ہم رحمٰن ہیں اس لئے ہم کافر کو بھی روٹی دیں گے مگر دنیا میں۔ مومن کی طرح آخرت میں بھی نہیں۔" (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۱۸/ مارچ ۱۹۰۹ء)

﴿فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ. وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا. وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران:۹۸)۔ اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام۔ اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہو گیا۔

ابراہیم کا مُقام نہیں فرمایا، مَقام فرمایا ہے۔ مَقام سے مراد مرتبہ ہے اور مُقام سے مراد وہ جگہ ہے۔ اب لوگوں نے اپنی طرف سے ایک تھوڑی سی جگہ کو مُقامِ ابراہیم قرار دے دیا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے اور نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ پتھر پہ وہ پاؤں بھی دھنس گئے ہیں اور ان کے نشان بھی پڑے ہوئے ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھتے وقت اس طرح پڑھتے تھے کہ پتھر میں ان کے پاؤں دھنس جاتے اور پاؤں بھی بہت بڑے بڑے بنے ہوئے ہیں جو یقیناً حضرت ابراہیم کے نہیں۔ یہ بعد میں مصنوعی بنائے گئے ہیں۔ تو فرق یاد رکھنا چاہئے مَقام کہتے ہیں مرتبہ کو۔ تو فرمایا ابراہیم کا جو مرتبہ ہے جس سے وہ خانہ کعبہ میں عبادت کیا کرتا تھا اس مرتبہ کو پکڑو اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ. اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ﴾ (العنکبوت:۶۸) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ایک امن والا گھر بنایا ہے جبکہ ان کے اردگرد سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو پھر کیا وہ جھوٹ پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمت کا انکار کر دیں گے؟۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حُرمت والا قرار دیا ہے۔ یہ (شہر) نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا ہے اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہو گا۔ میرے لئے بھی یہ دن کی ایک گھڑی کے لئے ہی حلال کیا گیا ہے۔ نہ اس کی گھاس کاٹی جائے گی، نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا، نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے گا اور نہ ہی اس میں گری پڑی چیز کو اُٹھایا جائے گا سوائے اس کے کہ کوئی اس میں گری ہوئی چیز کو اِس غرض سے اٹھائے کہ اُس کے بارہ میں اعلان کر کے اس کے مالک تک پہنچا دے۔ اس پر حضرت عباسؓ نے عرض کی: (یارسول اللہ) اِذْخَر گھاس کو مستثنیٰ قرار دیدیں"۔ یعنی اذخر گھاس کو وہاں کاٹنے کی اجازت ہو۔" کیونکہ اسے ہمارے سُنار اور لوہار وغیرہ استعمال کرتے ہیں اور قبروں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اچھا) سوائے اِذْخَر گھاس کے"۔ (بخاری۔ کتاب الجنائز)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ کے کناروں پر اُس کی حفاظت کے لئے فرشتے ہیں۔ (چنانچہ) اس میں نہ طاعون داخل ہو سکے گی اور نہ ہی دجال۔
(صحیح مسلم۔ کتاب الحج)

پس یاد رکھیں یہ واقعہ ہے کہ طاعون نے ہر طرف سے عرب پر حملہ کیا مدینہ میں طاعون داخل نہیں ہوئی۔ اور دجال اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ پیشگوئی تھی آئندہ کے لئے کہ دجال کو توفیق نہیں ہو گی کہ وہ اس میں داخل ہو۔

آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ کشفاًیہ نظارہ دیکھا کہ حضرت مسیح خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں اور مسیح الدجال بھی ان کے پیچھے پیچھے طواف کر رہا ہے تا کہ ان کو نقصان پہنچائے مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق نہیں دی۔ تو خانہ کعبہ میں مسیح الدجال کا جانا تو حدیث سے ثابت ہے لیکن مسیح الدجال سے مراد وہ دجال لوگ ہیں جو آج کل بھی خانہ کعبہ پر قابض ہیں یعنی عیسائی قومیں جو خانہ کعبہ میں داخل ہوئیں وہاں لوٹ مار کی اور ابھی بھی خانہ کعبہ پر عملاً وہ مسلط ہیں۔ تو دجال کا داخل ہونا ان معنوں میں ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مسیح الدجال کا رعب مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا اس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے پر دو فرشتے مقرر ہیں (صحیح بخاری، کتاب الفتن)۔ اب یہ معنوی طور پر پورا ہوتا ہے ظاہری طور پر دو فرشتے مقرر کرنے کی تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ معلوم ہوتا ہے یہ عرفان کا کلام ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مدینہ کی پوری طرح حفاظت کی جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ﴾: پھر اس مکہ کی اول تو یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ابراہیم کی عبادت گاہ ہے۔ یہودی عیسائی اپنے متبوع کی کوئی جگہ پیش نہیں کر سکتے"۔ اب یہاں بھی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادتگاہ ہے، نہیں ہے اصل میں۔ یہاں ہونا چاہئے تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہوا ہے کہ ابراہیم کا مقام ہے جو مرتبہ کے لحاظ سے بہت اونچا مقام ہے اس کو پکڑو۔ بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے کچھ ہٹ کے تفسیر کر دیتے ہیں جب آپ کو پتہ لگا کرتا تھا تو آپ اپنی تفسیر کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"مکہ معظمہ تیسرا مظہر اسلام کا اس دنیا میں ہے اور اس مکہ معظمہ کی نسبت ارشاد ہے ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ فِيْهِ اٰيٰتٌ﴾ پھر ان آیات بینات کا بیان کیا ہے جیسے فرمایا: ﴿مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ. وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا. وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾۔ اوّل یہ کہ مقام ابراہیم ہے۔ دوم اس میں داخل ہونے والوں کے لئے امن

ولادت

خاکسار کی بڑی بیٹی فہمیدہ فردوس اہلیہ مکرم نصیر الدین صاحب دہلوی قادیان کو اللہ تعالیٰ نے ۰۱-۱۲-۱۲ کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے حضور انور نے اس کا نام کاشفہ نصیر رکھا ہے جو وقف نو میں شامل ہے۔ عزیزہ مکرم عمر الدین صاحب دہلوی کی پوتی ہے۔ بچی کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور نیک خادمہ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اسی طرح خاکسار کی دوسری بچی فریدہ ثروت کا نکاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے مکرم افضال احمد صاحب بھٹی ابن مکرم افتخار احمد صاحب بھٹی آف جرمنی کیساتھ مبلغ دس ہزار جرمنی مارک پر ۰۲-۱-۲۱ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔ رشتہ کے دونوں خاندان کے لئے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے۔ اسی طرح خاکسار اپنے بچے مولوی عبد العلیم اور عطاء الوحید صاحب کے بہتر مستقبل اور بہتر رشتہ ملنے، خلافت سے وابستہ رہنے اور خدمت دین کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(عبد اللطیف سندھی قادیان)

ہے سو م اس کا حج کرنا لوگوں کے ذمہ لگایا گیا ہے"۔ یہاں بھی وہی بات ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو کہیں مُقام نہیں لکھا ہے بلکہ مقام ہی لکھا ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل یہاں بہت بڑے عالم ہونے کے باوجود یہاں مقام کو مُقام پڑھ جاتے ہیں مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی یہ عادت تھی کہ جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر سنتے تھے جو اپنی تفسیر سے مختلف ہو تو اپنی تفسیر کاٹ دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کہا کہ اپنے تفسیری نوٹس ہمیں دکھائیں تو آپؓ نے کہا کیا دیکھو گے ان پر لکیریں پڑی ہوئی ہیں ساری، ہر تفسیر جو میں کرتا رہا، حضرت مسیح موعودؑ نے جب تفسیر کی تو پھر مجھے سمجھ آئی کہ اصل مطلب کیا ہے اور میں اپنی تفسیروں پر لکیریں پھیرتا گیا۔ تو وہ لکیروں والے کاغذ کا تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابل پر نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو نہ جان و مال کی پرواہ، نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے۔ جیسے ایک عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے۔ اور یہ ایک باریک نکتہ ہے جیسا بیت اللہ ہے ایک اس سے بھی اوپر ہے۔ جب تک اس کا طواف نہ کرو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں اور اس کا طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہئے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں۔ اس طرح اس کا طواف کرنے والوں کو چاہئے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہئے۔ اور کوئی غرض باقی نہیں"۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

اب طواف کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ صرف طواف ہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں طواف کیا جائے اور پھر سر منڈاتے ہیں، سر منڈانا بھی وقف کی علامت ہوا کرتی ہے۔ بچے کا بھی سر جب مونڈا جاتا ہے تو اس سے بھی یہی علامت ہے کہ ہم اس بچہ کو خدا کے لئے وقف کرتے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ سر منڈانا وقف کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بھکشو بھی سر منڈا دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کو ایک عاشقانہ طواف کی جگہ بنا دیا ہے۔

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ مقام ابراہیم اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں یعنی ابراہیم کا مقام ہے اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہو گیا۔ اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور جو انکار کر دے تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اب یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں بہت سی جگہوں کے حج کئے جاتے ہیں۔ عیسائیوں نے بھی اپنے حج کی جگہیں بنائی ہوئی ہیں اور ہندوؤں نے بھی حج کی جگہیں بنائی ہوئی ہیں۔ سومنات وغیرہ کا بھی حج کیا جاتا ہے، بنارس میں حج کی جگہیں ہیں لیکن امر واقع یہ ہے کہ صرف دنیا میں ایک ہی مقام ہے حضرت ابراہیم کا مقام یعنی حج کا مقام مکہ ہے، ایک ہی ہے جہاں سب دنیا سے لوگ آتے ہیں، ساری دنیا میں تلاش کر کے دیکھ لیں کسی جگہ کے لئے حج پہ ساری دنیا سے لوگ نہیں آتے، صرف مخصوص دنیا کے لوگ آتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو فرماتے ہیں اس جگہ کو امن بنا دیا گیا ہے یہ بالکل درست ہے۔ امن ابھی بھی وہاں ظاہری طور پر امن موجود ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر امن کی تلاش ہو، سچے امن کی تلاش ہو تو وہ خانہ کعبہ کا حج کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام: "امن است در مکان محبت سرائے ما" ہمارا مکان جو ہماری محبت سرائے ہے اس میں ہر طرح سے امن ہے۔

(تذکرہ صفحہ ۵۱۲ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

ایک ۱۹۰۵ء کا الہام ہے: "زلزلہ کے وقت ہم مع اپنے تمام اہل و عیال کے باغ میں چلے گئے تھے اور ایک میدان ہماری زمین کا جس میں پانچ ہزار آدمی کی گنجائش ہو سکتی تھی ہم نے سونے کے لئے پسند کیا اور اس میں دو خیمے لگائے اور اردگرد قناتوں سے پردہ کرا دیا مگر پھر بھی چوروں کا خطرہ تھا کیونکہ جنگل تھا اس کے قریب ہی بعض دیہات میں نامی چور رہتے ہیں جو کئی مرتبہ سزا پا چکے ہیں۔ ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرہ کے لئے پھرتا ہوں۔ جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اس نے کہا کہ آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرہ کی ضرورت نہیں، تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ "امن است در مکان محبت سرائے ما"۔ پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ اردگرد کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے ارادہ سے ہمارے باغ میں آیا اور اس کا نام بشن سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا پہر تھا جب وہ اس ارادہ سے باغ میں داخل ہوا اگر موقع نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا اور بہت سی پیازیں اس نے توڑیں اور ایک ڈھیر لگا دیا اور کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا۔ وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ اس کو دس آدمی پکڑ نہ سکتے اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اس کو پکڑا ہوا نہ ہوتا۔ دوڑنے کے وقت ایک گڑھے میں پیر اس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اٹھا مگر آگے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے اور اس طرح پر سردار بشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں جاتے ہی سزایاب ہو گئے۔ بعد اس کے ہمارے سکونتی مکان میں جو باغ میں ہے۔ جس میں ہم دن کے وقت رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلا سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح اپنی سزا کو پہنچا۔ اور اس طرح پر فرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا"۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۱۵، ۳۱۶)۔ کہ "امن است در مکان محبت سرائے ما"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے "امین الملک جے سنگھ بہادر"۔ اب امین الملک تو سمجھ آتی ہے۔ جے سنگھ بہادر سے مراد غالباً آپ کی جے، جیسے جہاں مرزا غلام احمد کی جے ہے نا انہی معنوں میں لگتا ہے یہ۔

بقیہ صفحہ: (۱۴)

جاتی ہے۔ اس عارضہ کو CONCAVE شیشوں کی عینک یا CONTACT LENS لگانے سے ٹھیک کیا جاتا ہے جو شعاعوں کو RETINA پر مرکوز کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر ڈیلہ سامنے سے پیچھے کی طرف نارمل سے چھوٹا ہو جائے تو روشنی کی شعاعیں باہم ملنے سے قبل ہی RETINA تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس طرح دور کی چیزیں تو صاف نظر آتی ہیں کیونکہ آنکھ کا LENS جو نارمل آنکھ میں فلیٹ شکل میں رہتا ہے اس آنکھ میں وہ مطلوبہ حد تک موٹا ہو جاتا ہے۔ لیکن قریب کی نظر میں چونکہ LENS کو اور زیادہ موٹا کرنا پڑتا ہے اس سے ایک تو آنکھوں میں اور سر میں درد رہنے لگتا ہے اور دوسرے قریب کی نظر دھندلی ہوتی ہے۔ اس عارضہ کو ٹھیک کرنے کیلئے محدب عدسہ کی عینک یا CONTACT LENS استعمال کئے جاتے ہیں جو درمیان سے موٹے ہوتے ہیں۔

ایک اور عارضہ نظر کا یہ ہے کہ CORNEA یعنی وہ پردہ جو IRIS کے باہر کی طرف ہوتا ہے اس کی شکل درست نہیں ہوتی جس کی وجہ سے روشنی کی کچھ شعاعیں تو RETINA پر مرکوز ہو جاتی ہیں لیکن کچھ شعاعیں یا تو RETINA تک پہنچنے سے قبل ہی مل جاتی ہیں اور یا ملنے سے قبل ہی RETINA تک جا پہنچتی ہیں۔ یعنی قریب نظری اور دور نظری دونوں کی کیفیت اس میں موجود ہوتی ہے اور دونوں قسم کے فاصلوں کی تصویریں مدھم ہوتی ہیں۔ اس عارضہ کو CYLINDRICAL LENS کے ذریعہ ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔

چالیس اور پچاس سال کی عمر کے درمیان عموماً LENS سخت ہو جاتا ہے اور کسی حد تک موٹائی اختیار کرنے کی لچک کھو دیتا ہے۔ اس صورت حال کو PRES BYOPIA کہا جاتا ہے۔ ساٹھ سال کی عمر تک LENS اتنا سخت ہو جاتا ہے کہ بالکل موٹا نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگوں کو لازماً قریب کے کام کرنے اور پڑھنے لکھنے کیلئے عینک استعمال کرنا پڑتی ہے۔ اور اگر وہ پہلے بھی عینک استعمال کرتے تھے تو اب انہیں BIFOCAL LENS کی عینک لگانی پڑے گی جو قریب نظری اور دور نظری دونوں صورتوں کی اصلاح کرتی ہے۔

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

بقیہ: درس رمضان المبارک از صفحہ اول

حضور نے فرمایا کہ اسی مضمون میں ایک لمبی حدیث امام زہری سے مروی ہے۔ امام زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بتایا کہ مجھے ابن عباسؓ نے بتایا کہ عُیَینہ بن حصن بن حذیفہ آئے اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس قیام پذیر ہوئے۔ وہ اس گروہ میں سے تھے جنہیں حضرت عمرؓ اپنے قریب رکھتے تھے۔ اور قرّاء حضرات، حضرت عمرؓ کے ہم مجلس اور ان کی مشاورتی کمیٹی کے افراد تھے خواہ ادھیڑ عمر کے تھے اور خواہ جوان تھے۔ عُیَینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا۔ بھتیجے! تمہارا اس امیر کے ہاں ایک مقام ہے، میری ان سے ملاقات کی اجازت لو۔ انہوں نے کہا میں جلد ہی آپ کی ملاقات کی اجازت لے لوں گا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حر نے عُیَینہ کی ملاقات کی اجازت طلب کی تو حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی۔ تو جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو کہا: اے ابن خطاب! اللہ کی قسم، نہ تو تم ہم کو اپنی عطایا سے نوازتے ہو اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ کرتے ہو۔ اس پر حضرت عمرؓ کو بہت غصہ آیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کو کوئی سزا دیتے۔

اس پر حر نے حضرت عمرؓ سے عرض کی: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو فرمایا ہے ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ یعنی عفو اختیار کرو اور امر بالمعروف کرو اور جاہلوں سے درگزر کرو۔ یہ شخص جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم جب اُس (حر) نے یہ آیت پڑھ کر سنائی تو حضرت عمرؓ وہیں رُک گئے۔ اور آپ کتاب اللہ کا لفظ سن کر فوراً وہیں رُک جاتے تھے۔

(بخاری۔ کتاب تفسیر القرآن۔ تفسیر سورۃ الاعراف۔ باب خذ العفو..... الآیۃ)

علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں:۔

"خُذِ الْعَفْوَ سے مراد عدم تشدد ہے کہ حقوق مالیہ سے متعلق امور میں تشدد اختیار نہ کر۔ اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ انسانوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ اور سختی اور شدت کو اختیار نہ کرو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ کہ اگر تو متشدد اور سخت دل ہوتا تو یہ تیرے ارد گرد سے بکھر جاتے۔ رفق اور نرمی کا انداز اختیار کرتے ہوئے لوگوں کو دین حق کی طرف دعوت دے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾"۔ (تفسیر کبیر رازی)

اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ:۔ "مفسرین نے اس آیت کی ایک اور انداز سے بھی تفسیر کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ" یعنی ان کے اموال سے جو بچ جائے وہ ان سے وصول کر۔ یعنی جو ضرورت سے زائد ہو اور وہ تیرے پاس لے کر آئیں تو وہ وصول کر لے اور اس سے زیادہ اُن سے نہ مانگ"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عفو کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جو اپنے مال سے بچاتا ہے اس میں سے لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقے کی تلقین فرماتے تھے تو روایت آتی ہے کہ لوگ جنگل میں نکل جایا کرتے تھے اور لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور اسے فروخت کر کے اس میں سے بچا کر پیش کر دیا کرتے تھے۔

امام رازی لکھتے ہیں کہ:۔ "وہ کہتے ہیں کہ یہ زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ پس جب وجوب زکوٰۃ کی آیت نازل ہوئی تو یہ آیت منسوخ ہو گئی"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔ یہ نہیں کہ زکوٰۃ کے حکم نے اس کو منسوخ کر دیا۔ یہ ناسخ منسوخ کا مسئلہ خواہ مخواہ مفسرین نے بیچ میں شامل کر لیا ہے۔ قرآن مجید کا ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں۔

اسی طرح امام رازی لکھتے ہیں کہ:۔ ﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ کفار کی بد اخلاقی پر صبر کریں ان کی بے ہودہ گوئی اور بدسلوکی کے مقابل پر بیہودہ گوئی اور بدسلوکی نہ کریں۔ اس میں قتال سے باز رہنے کا استدلال نہیں ہوتا۔ کیونکہ ﴿أَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ کا حکم حضرت رسول اکرم ﷺ کو مشرکوں سے جہاد کرنے سے روکتے نہیں۔ پس یہ اس بات سے متناقض نہیں کہ شارع کو کہا جائے کہ وہ مشرکین کی سفاہت کے مقابل پر سفاہت کا مقابلہ نہ کرے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ تُو ان سے قتال کر۔ جب دونوں امر کا جمع ہونا ممکن ہوا تو اس طرح منسوخ کے لزوم کی ضرورت نہیں رہی۔ البتہ مفسرین میں سے ظاہر یہ فرقہ والے غیر ضروری طور پر ناسخ منسوخ کی کثرت ثابت کرنے میں مشغول رہتے ہیں"۔ (تفسیر کبیر رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حضرت امام رازی نے بہت عمدہ نکتہ اُٹھایا ہے کہ اگر غور کرو تو آیات کا آپس میں تطابق ہو جاتا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ القرطبی لکھتے ہیں:۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ تمہارے ساتھ قطع تعلق کریں ان کے ساتھ تعلقات نبھاؤ۔ گنہگاروں سے درگزر کرو اور مومنوں سے نرمی کرو۔ اور اطاعت گزاروں کی سی خوبیاں اور اخلاق اختیار کرو۔

﴿وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ کا مطلب ہے کہ صلہ رحمی کرو اور حلال و حرام کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اپنی نظریں جھکائے رکھو اور دار القرار کے لئے تیاری کرو"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔ جو سعدی نے بوستان میں لکھی ہے کہ ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا۔ گھر آیا تو گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی وہ بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا: بیٹی انسان سے کُت پن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کُت پن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بُری طرح ستایا گیا۔ مگر ان کو ﴿أَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ کا ہی خطاب ہوا۔ خود اس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں مگر اس خُلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ ان کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح و سلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کے مخالف آپ کی عزت پر حرف نہ لاسکے اور خود ہی ذلیل و خوار ہو کر آپ کے قدموں پر گرے یا سامنے تباہ ہوئے"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۹۹)

آیت ۲۰۱: ﴿وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ اور اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿يَنْزَغَنَّكَ﴾ کے تحت ﴿نَزْغٌ﴾ کی حل لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ﴿اَلنَّزْغُ﴾ کسی کام کو بگاڑنے کے لئے اس میں دخل اندازی کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿مِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي﴾۔ ﴿نَزْغٌ﴾ وسوسہ، غیبت، برانگیختہ کرنا، چھیڑنا۔ ﴿نَزَغَ بَيْنَ الْقَوْمِ أَغْرَى وَأَفْسَدَ وَحَمَلَ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾۔ ﴿اَلنَّزْغُ: اَلْكَلَامُ الَّذِي يُغْرِي بِهِ النَّاسَ﴾ (اقرب)

امام رازی فرماتے ہیں کہ: "انبیاء کی عصمت پر طعنہ زنی کرنے والوں نے اس آیت سے اپنے حق میں دلیل دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر رسول اکرم ﷺ سے اقدام معصیت وارتکاب گناہ نہ ہو سکتا تو یہ نہ کہا جاتا ﴿وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ﴾۔ اس کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے۔ پہلا یہ کہ یہ کلام بالکل اسی طرح کا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے نعوذ باللہ شرک کیا"۔

آیت ۲۰۲: ﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ﴾۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے انہیں کوئی تکلیف دہ خیال پہنچے تو وہ بکثرت ذکر کرتے ہیں پھر اچانک وہ صاحب بصیرت ہو جاتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿طَائِفٌ﴾ کی حل لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ امام راغب نے لکھا ہے کہ اَلطَّوْفُ کسی چیز کے گرد چکر لگانا۔ اور اسی سے چوکیدار کو جو پہرے کی غرض سے گھروں کے گرد چکر لگاتا ہے اَلطَّائِفُ کہا جاتا ہے۔ اور اسی سے بطور استعارہ جن، خیال اور حادثہ وغیرہ کو بھی طائف کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ اور ﴿طَائِفٌ﴾ سے مراد وہ شیطانی خیال ہے جو انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اس کے دل میں بار بار آتا ہے۔

آیت ۲۰۳: ﴿وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ﴾ اور ان (کافروں) کے (شیطانی) بھائی، انہیں گمراہی میں کھینچے لئے جاتے ہیں پھر وہ کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

آیت ۲۰۴: ﴿وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَى إِلَيَّ مِنْ رَبِّي ۚ هَٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ اور جب بھی تو ان کے پس کوئی نشان نہیں لاتا تو کہتے ہیں تُو کیوں نہ اسے چن لایا۔ تُو کہہ دے کہ میں بس اُسی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ یہ بصیرت افروز باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آتے ہیں ہدایت اور رحمت ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ: "اور جس دن تو اُن کو کوئی آیت نہیں سناتا، اُس دن کہتے ہیں کہ آج تو نے کوئی آیت کیوں نہ گھڑی۔ انکو کہہ کہ میں تو اسی کلام کی پیروی کرتا ہوں کہ جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر نازل ہو رہا ہے۔ اپنے دل سے گھڑ لینا میرا کام نہیں اور نہ یہ ایسی باتیں ہیں کہ جن کو انسان اپنے افتراء سے گھڑ سکے۔ یہ تو میرے رب کی طرف سے بصائر ہیں یعنی اپنے منجانب اللہ ہونے پر آپ ہی روشن دلیلیں ہیں اور ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ حاشیہ نمبر ۱۱)

آیت ۲۰۵: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿ اَنۡصِتُوۡا﴾ کی حل لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ :﴿اَلۡاِنۡصَاتُ: اَلۡاِسۡتِمَاعُ اِلَیۡہِ مَعَ تَرۡکِ الۡکَلَامِ﴾۔ چپ کر کے توجہ سے سننا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ وَاَنۡصِتُوۡا﴾۔

حضرت امام رازیؒ لکھتے ہیں: ”بے شک ارشاد الٰہی ﴿فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ وَاَنۡصِتُوۡا﴾ اللہ کا حکم ہے اور حکم ظاہری طور پر وجوب کا رنگ رکھتا ہے پس اس کا تقاضا یہ ہے کہ سننا اور خاموشی اختیار کرنا واجب ہے۔ لوگوں کے اس بارہ میں کئی اقوال ہیں:۔

پہلا قول حسنؒ کا ہے اسی طرح ظاہریہ فرقہ والے اس آیت پر عمومیت کا حکم جاری کرتے ہیں کہ جس جگہ بھی کوئی انسان تلاوت قرآن کریم کر رہا ہو ہر سننے والے پر اسے غور سے سننا اور خاموشی اختیار کرنا واجب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت نماز میں کلام کرنے کی حرمت کے بارہ میں نازل ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے کہ لوگ نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آتا لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ ان سے پوچھتا کتنی نماز پڑھ چکے ہو اور کتنی باقی ہے؟ اسی طرح وہ اپنی ضروریات کے لئے بھی نماز میں باتیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی“۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے یہ مفسرین کے ڈھکونسلے ہیں۔

”تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت امام کے پیچھے جہراً قرأت کرنے کی ممانعت کے لئے نازل ہوئی“۔

حضور نے فرمایا کہ دراصل یہ تو مشرکین وغیرہ کے متعلق ہے جو تلاوت قرآن کے وقت شور ڈالتے تھے۔

”ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرض نماز میں قرأت فرمائی تو صحابہؓ نے بھی آپ کے پیچھے اونچی آواز سے تلاوت کی۔ جس پر انہوں نے رسول اللہ پر معاملہ مشتبہ کر دیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی“۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ نزول کے قصے غلط ہیں۔ آیت تو اپنی جگہ نازل ہونی ہی تھی۔ یہ بات درست ہے کہ بعض دفعہ صحابہؓ آنحضرتؐ کے پیچھے اونچی آواز میں تلاوت کر لیا کرتے تھے جس سے آنحضرتؐ کی توجہ ڈسٹرب ہوتی تھی۔ اس پر آنحضرتؐ نے ناراضگی کا بھی اظہار فرمایا۔ اس کے بعد صحابہ خاموش رہے۔

علامہ شہاب الدین آلوسیؒ کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے زیدؓ بن ثابت سے بیان کیا ہے کہ: امام کے پیچھے کوئی قراءت نہیں۔ اور ابو ہریرہؓ اور ابو ہریرہؓ سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کے پیچھے چلیں۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب وہ قراءت کرے تو خاموش رہو۔

اور جابرؓ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی امام ہو تو اس (امام) کی قراءت اس (مقتدی) کے لئے قراءت ہوگی“۔ اس حدیث کے صحیح ہونے کی صورت میں یہ واجب ہوگا کہ اللہ کے قول ﴿ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ﴾ اور آنحضرت ﷺ کے قول ﴿ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِقِرَاءَۃٍ﴾ کے عمومی مفہوم کو خاص کر دے۔

اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے عبادہؓ بن صامت سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز فجر پڑھ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ پر قراءت بھاری ہوگئی۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو فرمایا: شاید تم امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو۔ ہم نے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے۔ فرمایا: تم یہ نہ کیا کرو سوائے ﴿ فَاتِحَۃُ الۡکِتَابِ﴾ کے۔ کیونکہ جس نے اسے نہ پڑھا اس کی کوئی نماز نہیں“۔ (روح المعانی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ فاتحۃ الکتاب کی تلاوت امام کے پیچھے آہستہ آہستہ کرنی ضروری ہے مگر وہ بھی اونچی ہرگز نہ پڑھنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”﴿لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ﴾: کفار مخاطب ہیں کہ مومن کے لئے ہدایت و رحمت ضرور ہے۔ پس اب کافرو! تم بھی سنو تو تمہارے لئے رحمت کا موجب ہو جائے۔ الحمد خلف الامام کا مسئلہ یہاں نہیں“۔

(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خلیفۃ المسیح اول کے نزدیک مفسرین نے یہاں یہ بات نکالی ہے۔ اس آیت کریمہ میں خلف الامام قراءت کا کوئی ذکر نہیں۔ حدیثوں میں جو ذکر ہے وہ اپنی جگہ ہے۔

آیت ۲۰۶: ﴿وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ فِیۡ نَفۡسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیۡفَۃً وَّدُوۡنَ الۡجَہۡرِ مِنَ الۡقَوۡلِ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ وَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِیۡنَ.﴾ اور تُو اپنے ربّ کو اپنے دل میں کبھی گڑگڑاتے ہوئے اور کبھی ڈرتے ڈرتے اور بغیر اونچی آواز کئے صبحوں اور شاموں کے وقت یاد کیا کر اور غافلوں میں سے نہ ہو۔

حضور نے بتایا کہ: ﴿غُدُوٌّ﴾ سے مراد طلوع فجر سے طلوع شمس تک کا وقت ہے۔ ﴿آصَال﴾ جمع ہے، مفرد اصیل ہے۔ عصر سے مغرب تک کا وقت ﴿اَصِیۡل﴾ کہلاتا ہے۔

آیت ۲۰۷: ﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّکَ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوۡنَہٗ وَلَہٗ یَسۡجُدُوۡنَ.﴾ یقیناً وہ لوگ جو تیرے رَبّ کے حضور حاضر رہتے ہیں اس کی عبادت میں تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:۔ ”جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ذکر کی طرف ترغیب دی اور اس پر مداومت اختیار کرنے کی تاکید فرمائی تو اس کے بعد اس ضمن میں تقویت دینے والے اسباب کا ذکر فرمایا۔ فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّکَ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِہٖ﴾ جس کا معنی ہے کہ فرشتے جو اعلیٰ شرف، انتہائی طہارت سے متصف ہونے اور بواعث شہوت اور غضب اور حوادث حسد و کینہ سے پاک اور معصوم ہونے کے باوجود جبکہ وہ عبادت اور خشوع و خضوع میں مداومت بجالاتے ہیں تو انسان جو عالم جسمانیات کے اندھیروں میں مبتلا ہے، نیز لذات بشریہ اور حاجات انسانیہ کی ادائیگی پر مستعد رہتا ہے اس کو تو بدرجہ اولیٰ اطاعت میں مداومت اختیار کرنی چاہئے۔ اس سبب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ﴿وَاَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمۡتُ حَیًّا﴾ کہ مجھے نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کا تاکیدی حکم ہے جب تک میں زندہ رہوں۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تیرے پاس موت آجائے۔ ﴿ وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ﴾“۔ (تفسیر کبیر رازیؒ)

اسی طرح علامہ فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں:۔ ”اگر کہا جائے کہ ﴿ لَہٗ یَسۡجُدُوۡنَ﴾ کہ فرشتے صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور ارشاد الٰہی ﴿فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّہُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ﴾ کہ آدم کو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا تو یہ دونوں کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ تو کیا اس سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے آدم کو سجدہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شیخ غزالیؒ نے فرمایا کہ جنہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ زمینی فرشتے تھے اور آسمانی بڑے فرشتے نہیں تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ﴿ وَلَہٗ یَسۡجُدُوۡنَ﴾ سے یہ مراد ہے کہ وہ غیر اللہ کو سجدہ نہیں کرتے اور یہ عمومیت کا فائدہ دیتا ہے۔ اور ﴿سَجَدُوۡا لِاٰدَمَ﴾ خاص ہے اور خاص عام پر مقدم ہے۔ اور جان لے کہ فرشتوں کے عبادت میں مستغرق ہونے پر بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے حکایت کے رنگ میں بیان فرمایا ﴿ وَاِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ﴾ کہ فرشتے کہتے ہیں ہم صف بندی میں ہیں اور ہم تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اور اسی طرح یہ آیت ﴿وَ تَرَی الۡمَلٰٓئِکَۃَ حَآفِّیۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ﴾ کہ تو دیکھتا ہے کہ فرشتے عرش کو اردگرد سے گھیرے ہوئے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہوئے۔ واللہ اعلم“۔

(تفسیر کبیر رازیؒ)

علامہ ابو عبد اللہ القرطبی لکھتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔ اور ﴿ عِنۡدَ رَبِّکَ ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہیں۔ اور ہر شخص جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے۔.........

سجدۂ تلاوت:۔ سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب ہے.........

حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ جمعہ میں سجدہ والی آیت پڑھی۔ لوگ سجدہ کرنے کے لئے لپکے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے سجدۂ تلاوت اس وقت کرنا ہم پر فرض نہیں کیا۔ سوائے اس کے کہ ہم ایسا کرنا چاہیں۔ یہ واقعہ تمام انصار اور مہاجرین صحابہؓ کی موجودگی میں پیش آیا اور کسی ایک نے بھی حضرت عمرؓ پر اعتراض نہ کیا۔ گویا اس بات پر صحابہؓ کا اجماع ہو گیا۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقۡھُمۡ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقۡھُمۡ تَسۡحِیۡقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدۂ تلاوت کرتے اس وقت اللہ اکبر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو پھر بھی اللہ اکبر کہتے"۔ (تفسیر القرطبی)

اس کے ساتھ سورۃ الاعراف کا درس مکمل ہوا اور سورۃ الانفال کے درس کا آغاز ہوا۔

سورۃ الانفال

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سورۃ الانفال کے اہم مضامین مفسرین کے نزدیک یہ ہیں:۔

اس سورۃ کے شروع میں ہی یہ خوشخبری دیدی گئی کہ ان مشکلات کے نتیجہ میں مومنین کی غربت دور کر دی جائے گی۔ پھر مشکلات کے ذکر میں سب سے پہلے جنگ بدر کا ذکر فرمایا اور جیسا کہ اس سے پہلی سورۃ کے آخر پر دعاؤں کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی تھی، ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کو عطا کی جانے والی فتح بھی آنحضرت ﷺ کی خصوصی دعاؤں ہی کے نتیجہ میں تھی ورنہ جو ۳۱۳ صحابہؓ آپؐ کے ساتھ اس جہاد میں شریک تھے ان کے مقابل پر مکہ کے مشرکین کی حملہ آور فوج سوائے روحانی پہلو کے ہر پہلو سے ان پر برتری رکھتی تھی۔ بہترین سواریاں ان کو حاصل تھیں۔ بہترین جنگی ہتھیار میسر تھے۔ تیر اندازی کے فن میں ماہر دستے ان کی فوج میں شامل تھے۔ علاوہ ازیں جنگ کے لئے جذبات کو بھڑکانے کے لئے ایسے راگ الاپنے والی ماہر عورتیں بھی تھیں جن کے نغمات کے نتیجہ میں فوجوں پر ایک قسم کی جنون کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اس کے مقابل پر رسول اللہ ﷺ کی وہ دعائیں ہی فتیاب ہوئیں جو آپؐ نے اپنے خیمہ میں انتہائی گریہ وزاری کے ساتھ اس حال میں کیں کہ آپ کے شانہ مبارک سے چادر بار بار گرتی تھی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اسے سنبھالتے تھے۔ اس دعا کا معراج یہ تھا کہ آپؐ نے بار بار عرض کی: "اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا"۔ کہ جن وانس کی پیدائش کی غرض تو عبادت ہی ہے اور یہ بندے جنہیں میں نے خالصۃً تیری عبادت کی ہی تربیت دی ہے، اگر یہ مارے گئے تو پھر کبھی دنیا میں تیری سچی عبادت کرنے والی کوئی جماعت پیدا نہیں ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس بارہ میں پہلے بھی سمجھا چکا ہوں کہ نعوذ باللہ یہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کو دھمکی نہیں تھی بلکہ امر واقع کا اظہار ہے کہ آپؐ نے جیسی عبادت سکھائی تھی کسی نے ایسی عبادت کے طریق نہیں سکھائے۔ اگر یہ بھی ہلاک ہو جائیں تو پھر پیچھے کیا باقی رہ جائے گا۔ پس جنگ بدر کی فتح کا تمام تر سہرا آنحضرت ﷺ کی دعاؤں ہی کے سر تھا۔

مزید برآں مومنین کو یہ بھی سمجھا دیا گیا کہ سچوں اور جھوٹوں کے درمیان عظیم فرق کر دینے والا ہتھیار تو تقویٰ ہی ہے۔ اگر آئندہ بھی تم دنیا کی بڑی طاقتوں پر غالب آنے کا گمان لئے بیٹھے ہو تو وہ صرف اس صورت میں پورا ہوگا کہ تم تقویٰ پر قائم رہو۔

یہاں یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے ساتھی ہرگز قتال نہ کرتے جب تک قتال کے ذریعہ آپ کا دین تبدیل کرنے کی کوشش نہ کی جاتی۔ سب سے بڑا فتنہ دنیا میں ہمیشہ اسی طرح پیدا ہوتا رہا اور پیدا ہوتا رہے گا کہ تلوار کے ذریعہ لوگوں کے دین تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی رہے گی۔ اس صورت میں صرف اُس وقت تک دفاع کی اجازت ہے جب تک کہ یہ فتنہ کلیۃً مٹ نہ جائے۔

اسی طرح بتایا کہ ثبات قدم کے لئے کثرت سے اللہ کے ذکر کی ضرورت ہے۔ پس ہولناک جنگوں کے دوران بھی مسلسل ذکر الٰہی بلند کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی جارہی ہے کہ تم ہی فلاح حاصل کروگے کیونکہ ہر فلاح ذکر الٰہی سے وابستہ ہے۔

اس سورۃ کی آخری دو آیات میں اس امر کا ذکر ہے کہ اگر دشمن کا دباؤ بہت بڑھ جائے اور مجبوراً تمہیں اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑے تو اللہ کی راہ میں ہجرت قبول ہوگی اور اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت عطا کی جائے گی اور مغفرت کے علاوہ اللہ تعالیٰ ہجرت کرنے والوں کے رزق میں بھی بہت برکت ڈالے گا۔ یہ پیشگوئی ہمیشہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی رہی ہے اور رزق میں جس برکت کا ذکر اس سورۃ کے شروع میں انفال عطا کئے جانے کی صورت میں کیا گیا تھا اس کی اب اور صورتیں بھی یہاں بیان فرمادی گئیں کہ ہجرت کے نتیجہ میں مہاجرین کی رزق کی راہیں بہت کشادہ کی جائیں گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ معاملہ تو ایسا ہے کہ تمام احمدی جانتے ہیں کہ ہماری بہت سی رزق کی برکتیں ہجرت کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ ان کثرت کے ساتھ ہجرت کے ساتھ وابستہ ہیں کہ اس سے پہلے ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ جتنے بھی مہاجرین ہیں وہ خدا کے فضل سے غیر معمولی رزق عطا کئے گئے۔ جو چندے بڑھے ہیں وہ بھی مہاجرین ہی کی برکت ہے کہ وہ اللہ کے فضل سے خدا کے عطا کردہ رزق میں سے کھلے دل سے خرچ کرتے ہیں۔ اب یہ حال ہو چکا ہے کہ تحریک جدید میں جماعت کراچی کا ایک کروڑ روپے کا وعدہ تھا۔ اس کے بعد ایک احمدی مخلص دوست کا خط ملا کہ انہوں نے نیت باندھی تھی کہ اگر مجھے اتنا منافع ملا تو جماعت کو ایک کروڑ دوں گا۔ ان کی طرف سے جب وعدہ ملا تو میں نے جماعت کراچی کو کہا کہ آپ کا کروڑ الگ ہے ان کروڑ کا الگ۔ چالیس فیصد انہوں نے ادا بھی کر دیا ہے۔ اب بزنس سے ایک کروڑ نکالنا بہت بڑی بات ہے مگر اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس کو چاہے دیتا ہے۔ یہ خدا کا وعدہ تھا کہ جو اس کی خاطر ہجرت کرتے ہیں اس کے نتیجہ میں ان کے رزق میں بہت برکت دی جائے گی۔

سورۃ الانفال آیت ۱: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

الانفال آیت ۲: ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۗ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۖ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (الانفال: ۲)۔ وہ تجھ سے اموال غنیمت سے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ اموال غنیمت اللہ اور رسول کے ہیں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے درمیان اصلاح کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

اس بارہ میں یہ حدیث ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سورۃ الانفال کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سورۃ جنگ بدر کے بارہ میں نازل ہوئی تھی۔

﴿شَوْكَةٌ﴾ کے معنی ہیں حد۔ یعنی تلوار کی دھار۔ ﴿مُرْدِفِيْنَ﴾ گروہ کے بعد گروہ یعنی لگاتار۔ رَدَفَنِي اور اَرْدَفَنِي کے معنے ہیں میرے بعد آیا۔ اس جگہ ﴿ذُوْقُوْا﴾ سے مراد زبان سے چکھنا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ عذاب برداشت کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے اسی طرح بعض اہم الفاظ کے معنی بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ سعد بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن میں ایک تلوار لے کر آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ مشرکین کی ہلاکت سے ٹھنڈا کر دیا ہے۔ اب یہ تلوار آپ مجھے عطا فرمائیں۔ یعنی وہ تلوار جو رسول اللہ کے ہاتھ میں تھی۔ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ تلوار نہ میری ہے نہ تمہاری۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہ تلوار کسی ایسے شخص کو دی جائے گی جو آزمائش میں مجھ سے بڑھ کر کامیاب نکلا ہو۔ اتنے میں رسول کریمؐ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے مجھ سے تلوار کا اس وقت سوال کیا تھا جبکہ یہ میری ملکیت نہ تھی۔ اب یہ میری ملکیت ہو گئی ہے اور میں اب تمہیں دیتا ہوں۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر آیت ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ......﴾ اتری تھی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو آیت کی تنزیل کا مسئلہ ہے یہ صحابہ اپنی طرف سے بیان کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ تلوار دیتے وقت کوئی آیت اس وقت نازل نہیں ہوئی تھی۔ آیات جو نازل ہوتی تھیں وہ اپنے وقت پر موقع محل کے مطابق ہوتی رہتی تھیں مگر یہاں آنحضرتؐ کی امانت کا معاملہ ہے۔ یہ تلوار ایسی تھی جو کسی نے آنحضرت کو دی تھی اور اس وقت جب دوبارہ آپ نے اس کو دی ہے اس وقت اس نے رسول اللہ کی خدمت میں یہ عرض کر دیا تھا کہ یہ میری نہیں اب یہ آپ کی ہو چکی ہے۔ جب آپ نے اپنی سمجھا پھر تلوار اس کو عطا کر دی۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی اکرمؐ کے ساتھ خروج کیا۔ میں آپؐ کے ساتھ بدر میں شامل تھا۔ آپ کی لوگوں سے ڈبھیڑ ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو رُسوا کیا۔ ہمارے ایک گروہ نے دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے اسے مزید پسپا کیا اور قتل کیا اور ہمارا ایک گروہ دشمن کے لشکر کا مال غنیمت جمع کرتا رہا جبکہ ایک دوسرے گروہ نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے لیا تا کہ آپ کو دشمنوں سے غفلت کی حالت میں کوئی تکلیف نہ پہنچے یہاں تک کہ رات ہو گئی اور لوگ ایک دوسرے کے

ضروری اعلان

محترم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ کی طرف سے موصولہ چٹھی کی روشنی میں اعلان کیا جاتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے "مجلس نصرت جہاں" کے تحت افریقہ میں قائم اسپتالوں میں احمدی ڈاکٹرز مخلصانہ خدمات بجالا رہے ہیں۔ ان ہسپتالوں کے لئے مزید ڈاکٹرز کی ضرورت ہے۔

لہٰذا ہندوستان کے جو احمدی ڈاکٹر افریقہ میں طبی خدمات اپنی ساری زندگی یا چھ سال کے لئے یا تین سال کے لئے وقف کر سکتے ہوں وہ اپنے مکمل کوائف مقامی امیر۔ صدر اور صوبائی امیر صاحب کی معرفت نظارت علیاء میں بھجوادیں

اگر فیملی ساتھ ہوئی تو تقرر پانچ سال کے لئے ہوگا۔ وقف کے خواہشمند ڈاکٹرز ایم۔ بی۔ ایس یا بی۔ ڈی۔ ایس کی مصدقہ نقول درخواست کے ساتھ شامل کریں۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

پاس واپس لوٹ آئے تو جن لوگوں نے مال غنیمت جمع کئے تھے کہنے لگے کہ ہم نے یہ اموال سمیٹے اور جمع کئے ہیں پس کسی اور کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور وہ لوگ جو دشمن کے تعاقب میں نکلے تھے کہنے لگے کہ تم ہم سے زیادہ ان اموال کے حقدار نہیں ہو۔ ہم نے ان اموال سے دشمن کو پرے بھگایا اور پسپا کیا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے رسول کریمؐ کو گھیرے میں لیا ہوا تھا کہنے لگے کہ تم ان اموال کے ہم سے زیادہ حقدار نہیں۔ ہم نے رسول کریمؐ کو حصار میں لے رکھا تھا تاکہ دشمن غفلت میں حملہ نہ کردے۔ پس ہم حضور کی حفاظت میں مصروف رہے۔ اس موقع پر سورۃ الانفال کی یہ آیت نازل ہوئی۔ تب نبی کریمؐ نے کچھ وقفہ کے بعد مسلمانوں میں اسے تقسیم کیا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی ذات کے لئے مال غنیمت کو ناپسند فرماتے تھے مگر صحابہ کو عطا کرنے میں کسی قسم کی کنجوسی نہیں دکھایا کرتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس کے بعد اجتماعی دعا کروانے سے قبل سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھنے کے بعد دعا کے لئے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ صلحائے امت کے لئے اور عالم اسلام کے لئے عمومی دعا کریں کہ خدا اُنہیں باہمی اتحاد اور ہمدردی عطا فرمائے۔ مزید تفرقہ سے بچائے اور حبل اللہ کو پوری مضبوطی سے پکڑنے کی توفیق دے۔ اسلام کے نام پر ستائے جانے والوں کے لئے جن میں سب سے اول تو جماعت احمدیہ ہے مگر اس کے علاوہ چیچنیا، بوسنیا، فلسطین، کشمیر وغیرہ خطوں کے لوگ بھی ہیں۔ دجال کے فتنہ اور اس کے شر سے حفاظت نصیب ہونے کے لئے، آنحضرت ﷺ کی آل کے لئے اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کہ اللہ ان کو اپنے بزرگ آباء واجداد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی دینی کمزوریوں سے نجات بخشے۔ جغرافیائی مسائل کے حل کے لئے جن کے نتیجہ میں کروڑوں معصوم جنگ وجدل کا شکار ہو جاتے ہیں، حوادث زمانہ کے متاثرین خواہ وہ دنیا کے کسی خطہ میں آباد ہوں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔ نظام جماعت عالمگیر کے لئے اور تمام احباب وخواتین جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے، نومبایعین کی نیک تربیت اور استقامت کے لئے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔ اب کروڑوں میں بیعتیں ہو رہی ہیں تو ان کو سنبھالنا۔ بیعت تو صرف ایک تسلیم کا اظہار ہے۔ تربیت تو بیعت کے بعد شروع ہوتی ہے اور بیعتوں کی تعداد پر فخر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اس لئے مَیں نے پہلے بھی کئی دفعہ سمجھایا ہے کہ تربیت کے لئے ایک الگ ٹیم بنائیں جو نومبایعین کو سنبھالے۔ ایک ٹیم تبلیغ کے لئے ہو اور ایک تربیت کے لئے۔ تربیت کا کام بہت ٹھوس ہے اور بہت محنت طلب ہے۔

حضور نے دعائیہ فہرست کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی دعا کریں کہ خدمت پر کمربستہ جماعت عالمگیر کے تمام کارکنان اور کارکنات کے لئے، نظام وقف کے لئے، واقفین کے لئے اور وقف نو کے مجاہدین کے لئے، درویشان قادیان اور اہل ربوہ کے لئے، تحریک جدید، وقف جدید اور دیگر مالی تحریکات میں قربانی کرنے والے مخلصین جماعت کے لئے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ ان کی فہرستیں آئی ہوئی ہیں جن کو پڑھنے کا وقت ہی نہیں ہے مگر ان سب کو بالعموم یاد رکھیں۔ اشاعت اسلام اور احمدیت کے لئے، شہدائے احمدیت کے لئے اور ان کے پسماندگان کے لئے۔ حضور نے فرمایا شہدائے احمدیت کی فکر تو اللہ تعالیٰ خود ہی کرے گا ان کے پسماندگان کے لئے دعا کریں۔ اسیران راہ مولیٰ کی جلد آزادی کے لئے اور ان کے سایہ سے عارضی طور پر محروم اہل وعیال کے لئے، انفرادی اور نوعی لحاظ سے مختلف قسم کے مسائل سے دوچار لوگوں کے لئے، سب مصیبت زدگان کے لئے، ان کے لئے جن پر مختلف قسم کی چٹیاں پڑی ہوئی ہیں، یا ویسے ہی اپنی نااہلی سے قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں، بیوگان اور یتامیٰ کے لئے اور حقوق سے محروم لوگوں کے لئے، ایسی بچیوں کے لئے جن کے رشتوں میں تاخیر ہو رہی ہے۔ بے اولاد لوگوں کے لئے، طلباء کے لئے، بیروزگاروں کے لئے، تاجروں کے لئے، آجروں کے لئے اور اجیروں کے لئے، زمینداروں کے لئے، مقدمات میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے، اقتصادی بدحالی کے مظلوموں کے لئے، جماعت کے ابتلا کے دور کے ختم ہونے کے لئے عمومی دعائیں خصوصاً اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ، رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّاب۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی بعض دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ ترمذی میں یہ دعا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔ اے میرے اللہ! مَیں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

پھر آنحضرت ﷺ کی دعا ہے اے اللہ تو میرے دل میں نور پیدا فرمادے۔ میری آنکھوں میں نور پیدا فرمادے اور میرے کانوں میں نور فرمادے۔ میرے دائیں بائیں اور اوپر نیچے اور آگے پیچھے نور پیدا فرما دے۔ اور مجھے مجسم نور بنادے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَ الْجُبْنِ۔ اے اللہ! مَیں بے بسی، سستی، بزدلی اور تھکا دینے والے بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے خدا مَیں تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے بچنے کے لئے پناہ مانگتا ہوں۔

پھر فرمایا: اے اللہ! اپنے وعدہ کو جو تو نے مجھ سے فرمایا میرے لئے پورا کردے۔ اے خدا جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے دے دے۔ اے اللہ! اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کردے تو زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

پھر ہے: اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ. رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُالْوَارِثِیْنَ. رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ ﷺ. رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اور میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے رب: امت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کردے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے زیادہ بہتر ہے۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دعا کو اسم اعظم بھی فرمایا ہے۔ اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خدمت گزار ہے۔ اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ اے میرے قادر خدا، میرے پیارے رہنما تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق وصفا۔ اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص وہوا۔

پھر دعا ہے: اے رب العالمین! میں تیرے احسانوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خاص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ مَیں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سب لوگ ان دعاؤں میں شامل تھے اور دلوں میں آمین کہہ رہے تھے۔ کچھ کی آواز بھی آجاتی تھی تو اب چند منٹ کے لئے ہم اجتماعی دعا ہاتھ اٹھا کر کر لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور نے پرسوز خاموش اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی اس سال کے رمضان کی یہ نہایت بابرکت اور پاکیزہ عالمی درس القرآن کی مجالس اختتام کو پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ کی صحت وعمر میں بہت برکت دے اور آپ کے بیان فرمودہ معارف وحقائق قرآنی سے تمام عالم کو متمتع ہونے کی سعادت و توفیق بخشے اور حضور ایدہ اللہ اور تمام احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازے اور خدا کرے کہ یہ سارا سال سلامتی کے ساتھ گزرے اور آئندہ رمضان میں پھر ایسی ہی بابرکت عالمی مجالس درس القرآن سے ہمیں فیضیاب ہونے کی توفیق عطا ہو۔ آمین (مرتبہ: ابولبیب)

(بشکریہ الفضل لندن)

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AutoTraders

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان 248-5222,248-1652,243-0794

رہائش 237-0471, 237-8468

تاریخ کے اوراق

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خودنوشت سوانح حیات

مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین سے چند دلچسپ واقعات

۱)......’’میں نے لکھنؤ کا قصد کیا۔میرے مکرم دوست عبدالرحمٰن خان مالک مطبع نظامی میرے بھائی کے دوست تھے ان کے پاس کانپور میں ٹھہرا۔انہوں نے حکیم صاحب (حکیم علی حسین صاحب لکھنوی) کی بہت تعریف کی اور دوسرے دن گاڑی میں سوار کرا کر لکھنؤ روانہ کیا۔کچی سڑک اور گرمی کا موسم گرد و غبار نے مجھے خاک آلودہ کر دیا تھا کہ میں لکھنؤ پہنچا جہاں وہ گاڑی ٹھہری وہاں اترتے ہی میں نے حکیم صاحب کا پتہ پوچھا۔خدائی عجائبات ہیں کہ جہاں گاڑی ٹھہری تھی اس کے سامنے ہی حکیم صاحب کا مکان تھا......میں اسی وحشیانہ حالت میں مکان میں جا گھسا۔ایک بڑا ہال نظر آیا ایک فرشتہ خصلت، دلربا حسین سفید ریش نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چارزانو بیٹھا ہوا۔پیچھے اس کے ایک نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے سامنے پاندان، اگالدان، خاص دان قلم دوات کاغذ دھرے ہوئے۔ہال کے کنارے کنارے جیسا کوئی التحیات میں بیٹھتا ہے بڑے خوشنما چہرے قرینے سے بیٹھے ہوئے نظر آئے نہایت براق چاندنی کا فرش اس ہال میں تھا۔وہ قہقہہ دیوار دیکھ کر میں حیران سارہ گیا کیونکہ پنجاب میں کبھی ایسا نظارہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔بہر حال اس کے مشرقی دروازہ سے اپنا بستہ اس دروازہ ہی میں رکھ کر حضرت حکیم صاحب کی طرف جانے کا قصد کیا۔گرد آلودہ پاؤں جب اس چاندنی پر پڑے تو اس نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہو گیا **حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہنچا اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور سے السلام علیکم کہا جو لکھنؤ میں ایک نرالی آواز تھی** یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم صاحب نے وعلیکم السلام زور سے یا دبی آواز سے کہا ہو مگر میرے ہاتھ بڑھانے سے انہوں نے ضرور ہی ہاتھ بڑھایا اور خاکسار کے خاک آلودہ ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آلودہ کئے اور میں دوزانو بیٹھ گیا۔یہ میرا دوزانو بیٹھنا بھی اس چاندنی کے لئے جس عجیب نظارہ کا موجب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جو اراکین لکھنؤ سے تھا اس وقت مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں۔میں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قائل ہو چکا تھا ......میں نے نیم نگاہی کے ساتھ اپنی جوانی کی ترنگ میں اس کو یہ جواب دیا کہ ’’یہ سب بے تکلفیاں اور السلام علیکم کی بے تکلف آواز وادئ غیر ذی زرع کے امی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔فداہ ابی و امی‘ اس میرے کہنے کی آواز نے بجلی کا کام دیا اور **حکیم صاحب پر وجد طاری ہوا**۔اور وجد کی حالت میں اس امیر کو کہا کہ آپ تو بادشاہ کی مجلس میں رہے ہیں کبھی ایسی زک آپ نے اٹھائی ہے؟اور تھوڑے وقفہ کے بعد مجھ سے کہا کہ آپ کا کیا کام ہے؟میں نے عرض کیا کہ میں پڑھنے کے لئے آیا ہوں اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اب بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور پڑھانے سے مجھے ایک انقباض ہے۔میں خود تو نہیں پڑھا سکتا میں نے قسم کھالی ہے کہ اب نہیں پڑھاؤں گا۔میری طبیعت ان دنوں بہت جوشیلی تھی اور شائد سہر کا بقیہ بھی ہو اور حق تو یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ہی کے کام ہوتے ہیں۔منشی قاسم صاحب کی فارسی تعلیم نے یہ تحریک کی کہ میں نے جوش بھری اور دردمند آواز سے کہا کہ شیرازی حکیم نے بہت ہی غلط کہا ’’رنجانیدن دل جہل است و کفارۂ یمین سہل‘‘ **اس پر ان کو دوبارہ وجد ہوا** اور چشم پر آب ہو گئے۔تھوڑے وقفہ کے بعد فرمایا مولوی نور کریم حکیم ہیں اور بہت لائق، میں آپ کو ان کے سپرد کر دوں گا اور وہ آپ کو اچھی طرح پڑھائیں گے جس پر میں نے عرض کیا کہ ’ملک خدا تنگ نیست و پائے مرالنگ نیست‘ **تب آپ پر تیسری دفعہ وجد کی حالت طاری ہوئی** اور فرمایا ہم نے قسم توڑ دی......

۲)......’’بھوپال میں باجی کی مسجد بڑی عمدہ ہوادار جگہ اور تالاب کے کنارے پر تھی مجھ کو پسند آئی میں زیادہ حصہ اسی میں رہتا تھا......مجھ کو بہت وقتوں تک کھانے کا موقع نہ ملا ایک دن میں نے دل میں یقین کیا کہ آج شائد شام تک نہ بچوں گا اس باجی کی مسجد میں ایک چبوترہ تھا۔عصر کے بعد میں ٹیک لگا کر اس چبوترہ پر بیٹھ گیا اور پھر لیٹ گیا۔میرے بدن سے پسینہ جاری تھا اور خیال تھا کہ شام تک شاید ہی زندہ رہوں اسی وقت وہاں منشی جمال الدین مدار المہام نماز کے لئے آئے اور نماز پڑھکر اپنے امام صاحب کو میرے پاس بھیجا اس وقت میں تو جان سے بھی بیزار تھا لہٰذا امام صاحب نے جو کچھ مجھ سے کہا اس کا جواب میں نے بہت روکھا سوکھا دیا معلوم نہیں کہ امام صاحب نے کیا جا کر کہا ہو گا مگر ان کے پہنچتے ہی منشی صاحب مع اپنے ہمراہیوں کے خود میرے پاس چلے آئے۔ضعف کے باعث میں اٹھ بھی نہیں سکتا تھا اور میری عادت بھی نہ تھی امام صاحب نے ہی آگے بڑھ کر مجھ سے کہا کہ منشی صاحب آتے ہیں میں نے کہا آنے دو منشی صاحب آئے اور میں لیٹا ہی رہا۔منشی صاحب نے کہا آپ پڑھے ہوئے ہیں میں نے کہا ہاں۔پھر انہوں نے کہا آپ کیا کیا علوم جانتے ہیں میں نے کہا کچھ کچھ جانتا ہوں۔تب انہوں نے اپنی نبض مجھ کو دکھائی مجھے یہ تو یاد نہیں کہ میں نے نبض کس احتیاط سے دیکھی اس روز ان کو بہت بدہضمی ہو چکی تھی میں نے نبض دیکھ کر کہا کہ بدہضمی ہے۔انہوں نے مجھ سے نسخہ طلب کیا میں نے انکو نسخہ لکھوا دیا جو بہت قیمتی تھا۔انہوں نے کہا اگر فائدہ نہ کرے میں نے اس کا جواب نہایت سختی سے دیا۔پھر انہوں نے کہا آپ علم مساحت جانتے ہیں؟میں نے کہا جانتا ہوں۔سامنے تالاب تھا جو بہت بڑا تھا انہوں نے کہا کہ آپ یہاں بیٹھکر اس تالاب کی مساحت کر سکتے ہیں میں نے کہا ہاں میں نے ایک قاعدہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تو ایک قلم کے ذریعہ سے کر سکتے ہیں۔بس اس کے بعد وہ سب لوگ چلے گئے۔راستہ سے انہوں نے کہلا کر بھجوایا کہ ہم آپ کی ضیافت کرتے ہیں میں نہ اٹھ سکتا تھا نہ جا سکتا تھا۔میں نے کہا مجھ کو ضیافت کی کوئی ضرورت نہیں تب انہوں نے کہلا کر بھجوایا کہ مسنون دعوت ہے میں نے سوچا کہ مرتے تو ہیں آخر وقت سنت پر تو عمل ہو اور کہا کہ بہت اچھا دعوت منظور ہے۔غالباً دن ابھی بہت باقی تھا کہ ایک سپاہی آیا اور کہا کہ کھانا تیار ہے چلو میں نے اس سے کہا کہ میں چل نہیں سکتا۔اس نیک انسان نے کہا کہ آپ میری پیٹھ پر سوار ہو جائیں۔چنانچہ میں اس کی پشت پر سوار ہو گیا اور وہ مجھکو خوب احتیاط سے لے گیا۔وہاں کھانا دسترخوان پر چنا جا چکا تھا۔اس سپاہی نے لے جا کر مجھ کو منشی صاحب کے پاس ہی بٹھا دیا۔میں نے اس وقت بہت غور کیا کہ کیا چیز ہے جو کھاؤں۔پلاؤ کے ساتھ مجھ کو رغبت تھی۔میں نے پلاؤ کی رکابی میں لقمہ اٹھایا جب منہ کے قریب لے گیا تو ڈرا کہ ایسا نہ ہو گلے میں پھنس جائے اور جان نکل جائے اس واسطے پلاؤ کے لقمہ کو پھینک دیا۔پھر جو غور کیا تو ایک برتن میں مرغ کا شوربہ تھا میں نے اس کو اٹھا لیا اور ایک بہت چھوٹا سا گھونٹ بھرا تو میری آنکھوں میں روشنی سی آ گئی۔پھر ایک اور گھونٹ بھرا اسی طرح آہستہ آہستہ میں نے اس کو پینا شروع کیا منشی صاحب نے اپنے باورچی کو بلایا اور دریافت کیا کہ اس پلاؤ میں کیا نقص ہے اس نے کہا اس میں نقص تو کوئی نہیں ہے ہاں اس کے مرغ میں کسی قدر داغ لگ گیا تھا۔چونکہ یہ برتن بڑا ہے اور چاولوں کی زیادہ مقدار اس میں ہے میں نے وہ داغ لگا ہوا گوشت نیچے دبا دیا ہے۔منشی صاحب نے اس میں سے ایک لقمہ اٹھا کر سونگھا مگر ان کو کچھ محسوس نہ ہوا۔وہ یہ سمجھتے کہ اس نے سونگھکر اس نقص کو محسوس کیا اور لقمہ چھوڑ دیا۔پھر انہوں نے باورچی سے کہا کہ ان تمام کھانوں میں سب سے عمدہ پکا ہوا کھانا کون سا ہے۔اس نے کہا شوربہ جس کا پیالہ ان کے ہاتھ میں ہے۔خیر میں نے وہ شوربا قریباً تمام ہی پی لیا۔اور وہ اس وقت میرے لئے بہت ہی مفید ہوا۔میرے ہوش و حواس اور قویٰ ٹھیک ہو گئے۔جب کھانے سے سب فارغ ہو گئے تو اور لوگوں کو ہٹا دیا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو......میں نے کہا کہ میں ایک پنجابی آدمی ہوں اور یہاں پڑھنے کے لئے آیا ہوں یہ بات میرے لئے بہت ہی مفید ہوئی۔منشی صاحب کو یہ گمان تھا کہ یہ کوئی آسودہ حال صدمہ رسیدہ اور حوادث کا پامال ہے پڑھنے کا یونہی نام لیا ہے......

حضرت منشی صاحب مغرب کے بعد خود قرآن شریف کا لفظی ترجمہ پڑھایا کرتے تھے۔ایک روز میں بھی اس درس میں چلا گیا وہاں یہ سبق تھا **واذا لقوا الذین آمنو قالوا آمنا واذا خلا بعضھم الی بعض**۔ محمد عمرأن کا نواسہ قاری تھا میں نے کہا کیا اجازت ہے ہم لوگ کچھ سوال بھی کریں منشی صاحب نے فرمایا بخوشی میں نے کہا یہاں بھی منافقوں کا ذکر ہے اور نرم لفظ بولا ہے یعنی **بعضھم الی بعض** اور اس سورۃ کے ابتدا میں جہاں انہیں کا ذکر ہے وہاں بڑا تیز لفظ ہے **اذا خلوا الی شیاطینھم** اس نرمی اور سختی کی وجہ کیا ہو گی؟منشی صاحب نے فرمایا کیا تم جانتے ہو؟میں نے کہا میرے خیال میں ایک بات آتی ہے کہ مدینہ منورہ میں دو قسم کے منافق تھے ایک اہل کتاب ایک مشرک۔اہل کتاب کے لئے نرم یعنی **بعضھم** کا نرم لفظ اور مشرکین کے لئے سخت **الی شیاطینھم** بولا ہے۔منشی صاحب سن کر اپنی مسند پر سیدھے کھڑے ہو گئے اور میرے پاس چلے آئے مجھ سے کہا کہ آپ وہاں بیٹھیں اور میں بھی اب قرآن شریف پڑھوں گا۔قدرت الٰہی ہم وہاں ایک ہی لفظ پر قرآن کریم کے مدرس بن گئے‘‘۔

۳)......’’رامپور میں تین باتیں بڑی قابل غور ہیں ایک یہ کہ شاہ جی عبدالرزاق صاحب ایک بزرگ تھے میں ان کی خدمت میں اکثر جایا کرتا تھا۔ایک زمانہ میں مجھ سے سستی ہوئی اور کچھ دنوں کے بعد ان کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ نورالدین تم بہت دنوں میں آئے اب تک کہاں تھے۔میں نے عرض کیا کہ حضرت ہم طالب علموں کو اپنے درس و تدریس کے اشغال سے فرصت بھی کم ہی ملتی ہے۔کچھ مجھ سے سستی بھی ہوئی۔فرمانے لگے کبھی تم نے قصاب کی دکان بھی دیکھی ہے۔میں نے عرض کیا کہ ہاں اکثر اتفاق ہوا ہے۔فرمایا کہ تم نے دیکھا ہو گا کہ گوشت کاٹتے کاٹتے جب اس کی چھریاں کند ہو جاتی ہیں تو وہ دونوں چھریاں لیکر ایک دوسرے سے رگڑتا ہے چھریوں کی دھار پر جو چربی جم جاتی ہے اس طرح رگڑنے سے وہ دور ہو کر چھریاں پھر تیز ہو جاتی ہیں اور قصاب پھر گوشت کاٹنے لگتا ہے اور اسی طرح پھر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چھریوں کو آپس میں رگڑ کر تیز کرتا رہتا ہے۔میں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت یہ سب کچھ دیکھا ہے مگر آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا کچھ ہم پر غفلت کی چربی چھا جاتی ہے کچھ تم پر جب تم آ جاتے ہو تو کچھ تمہاری غفلت دور ہو جاتی ہے کچھ ہماری اور اس طرح دونوں تیز ہو جاتے ہیں۔پس ہم سے ملتے رہا کرو اور زیادہ عرصہ جدائی اور دوری میں نہ گزارا کرو ان کی اس بات نے مجھے بہت ہی بڑے بڑے فائدے پہنچائے اور ہمیشہ مجھ کو یہ خواہش رہی کہ نیک لوگوں کے پاس آدمی کو جا کر ضرور بیٹھنا چاہیے اس سے بڑی بڑی سستیاں دور ہو جاتی ہیں‘‘ ☆☆

واقفین نو کیلئے خدمت دین کی غرض سے
پیشہ ورانہ انتخاب کے سلسلہ میں عمومی رہنمائی

مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن

بعض واقفین نو کے والدین انفرادی طور پر رابطہ کر کے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جب ان کے بچے بڑے ہو جائیں گے تو وہ کس رنگ میں جماعت کی خدمت کریں گے۔ایسے والدین کی اطلاع اور عمومی رہنمائی کیلئے یہ مضمون شائع کیا جارہا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 اپریل 1987 کو اس مبارک تحریک کے آغاز کا اعلان اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا۔ اور اس کے بعد چار مزید خطبات میں احباب جماعت کو تفصیلی ہدایات سے نوازا تھا۔یہ خطبات پاکستان میں علیحدہ علیحدہ اور بیرون پاکستان کیلئے یکجائی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ان خطبات میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مبارک تحریک کے مختلف پہلوؤں مثلاً اس کے اغراض مقاصد، والدین اور نظام جماعت کی ذمہ داریوں کے بارہ میں رہنمائی فرمائی ہے۔ان ہدایات پر غور کیا جائے تو وہ آئندہ کے لائحہ عمل پر خوب روشنی ڈالتی ہیں۔اس لئے والدین کو ہمیشہ اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ وہ وقف کا ارادہ کرنے سے قبل ان خطبات کا بغور مطالعہ کریں اور وقف کرنے کے بعد بھی ان خطبات کو پڑھتے رہیں اور ان میں بیان فرمودہ ہدایات کو مدنظر رکھ کر اپنے بچوں کی تربیت کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

❁سب سے اہم اور بنیادی بات

واقف نو کے ضمن میں سب سے زیادہ اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ بچوں کو شروع سے ہی یہ بات ذہن نشین کروانی چاہئے کہ وہ اسلام کی خدمت کیلئے وقف ہیں اور بڑے ہو کر انہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ساری زندگی اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کیلئے کام کرنا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''ان کو بچپن سے ہی اس بات پر آمادہ کرنا شروع کریں کہ تم ایک عظیم مقصد کیلئے ایک عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو جبکہ غلبہ اسلام کی ایک صدی غلبہ اسلام کی دوسری صدی سے مل گئی ہے اس سنگم پر تمہاری پیدائش ہوئی ہے اور اس نیت اور دعا کے ساتھ ہم نے تجھ کو مانگا تھا خدا سے کہ اے خدا تو آئندہ نسلوں کی تربیت کیلئے ان کو عظیم الشان مجاہد بنانا''

(خطبہ جمعہ 3 اپریل 1987)

وہ والدین جو اپنے بچوں کے ذہن میں شروع سے ہی یہ احساس پیدا نہیں کرتے کہ وہ خدمت اسلام کیلئے وقف ہیں ان کے بچے بعض دفعہ بڑے ہو کر وقف کی طرف مائل نہیں ہوتے اور وقت آنے پر وقف کیلئے اپنے آپ کو تیار نہیں پاتے یا بڑے ہو کر ایسے پیشوں کی طرف راغب ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ خدمت اسلام سے محروم رہ جاتے ہیں۔ابھی حال ہی میں ایک ملک سے اطلاع موصول ہوئی کہ جب وہاں بچوں کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان میں چند بچے ایسے پیشوں کی طرف راغب ہیں جن کے تحت وہ جماعت کیلئے کارآمد نہیں ہونگے۔اس لئے اس پہلو پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے کہ شروع سے ہی بچوں کو یہ بات ذہن نشین کروائی جانی چاہئے کہ انہیں خدمت اسلام کیلئے مانگا گیا تھا اور یہ کہ ان سے کیا بلند توقعات وابستہ کی گئی ہیں۔

اس ضمن میں دعاؤں کی بھی بہت ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی نیک تمنائیں پوری فرمائے۔سیدنا حضور انور نے والدین کو نصیحت فرمائی کہ:

''خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے کوئی معمولی بات نہیں اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں ...... پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں، جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989)

والدین کو شروع سے ہی اس بات کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے کہ ان کا بچہ بڑا ہو کر کس طرح خدمت کرے گا۔وہ بطور مربی سلسلہ اسلام کی خدمت کرے گا یا کسی اور رنگ میں پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ مثلاً استاد، ڈاکٹر یا زبانوں کا ماہر بن کر اپنے آپ کو خدمت کیلئے پیش کرے گا۔ اس امر کیلئے والدین کی خواہشات کے علاوہ بچوں کے ذہنی رجحان کو بھی ملحوظ رکھا جانا چاہئے۔

اس مقصد کیلئے مرکزی ہدایات کے تحت تمام ممالک اور جماعتوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ کیریئر پلاننگ کمیٹیاں تشکیل دیں جو والدین کی خواہشات بچوں کے ذہنی رجحانات، ان کی تعلیمی استعدادوں اور جماعتی ضروریات کو مدنظر رکھ کر والدین کی رہنمائی کریں۔ والدین کو چاہئے کہ اپنی جماعتوں کے سیکرٹریان اور صدر صاحبان سے رابطہ رکھیں اور جہاں جہاں ایسی کیریئر پلاننگ کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں ان سے استفادہ کریں۔اگر کہیں ایسی کمیٹیاں قائم نہیں ہوئیں تو ذمہ دار عہدیداران کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تیزی سے پھیلتی ہوئی جماعت اور اس کی بڑھتی ہوئی ضروریات اس بات کی تقاضی ہیں کہ بے شمار پیشہ وارانہ مہارت رکھنے والے واقفین زندگی وقت کے جدید تقاضوں کے تحت خدمات کیلئے دستیاب ہوں اسی مقصد کے حصول کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک وقف نو کو جاری فرمایا تھا سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور ہدایات کی روشنی میں نیز جماعت کی آئندہ زمانوں میں تیزی سے بڑھتی ہوئی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے عمومی رہنمائی کے طور پر چند پیشوں کا انتخاب درج ہے:

❁مربیان اور مبلغین

جماعت کو بے شمار مربیان کی ضرورت ہے جو دنیا بھر میں تبلیغ اور تربیت کا کام کر سکیں۔جامعہ احمدیہ میں عام طور پر میٹرک یا جی سی ایس سی کے بعد بچے داخلہ لیتے ہیں اور پانچ سات سال کی تعلیم کے بعد شاہد کی ڈگری حاصل کر کے مربی سلسلہ کے طور پر کام کرتے ہیں۔اس کے بعد بعض مربیان مزید تعلیم اور ریسرچ کے ذریعہ مختلف مضامین مثلاً قرآن، حدیث، فقہ، کلام اور موازنہ مذاہب وغیرہ میں اختصاص (Specialisation) بھی حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ قادیان۔ انڈونیشیا، گھانا، تنزانیہ اور نائجیریا میں مربیان کی ٹریننگ کیلئے جامعات قائم ہیں سیدنا حضور انور نے انگلستان اور کینیڈا میں بھی جامعہ احمدیہ کے قیام کی منظوری عطا فرمادی ہے جو انشاء اللہ چند سالوں تک کام شروع کر دیں گے۔مزید معلومات کیلئے ان جامعات سے رابطہ کیا جانا چاہئے۔

❁وقف اور تعلیمی مہارت کا اصل مقصد

مربیان اور مبلغین کی تیاری کے علاوہ والدین کی عمومی راہنمائی کیلئے چند پیشوں کا انتخاب درج ہے۔ پیشوں کے ذکر سے قبل یہ امر بیان کر دینا ضروری ہے کہ وقف اور مختلف پیشوں کے ذریعہ خدمت کا اصل مقصد خدا تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اپنا اور اپنی اولاد کا تعلق مظبوط کرنا ہے۔اور روحانیت میں ترقی کرنا ہے۔اس عظیم مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''دعائیں کریں کہ اے خدا ہمارے بچوں کو اپنے لئے چن لے، ان کو اپنے لئے خاص کر لے۔تیرے ہو کر رہ جائیں۔اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو۔''

(خطبہ جمعہ 3/ اپریل 1987ء)

نیز حضور ایدہ اللہ نے والدین کو توجہ دلائی کہ بچوں کو شروع سے ہی متقی بنانے کی کوشش کریں اور ان کے دل دین کی طرف راغب کریں۔فرمایا:

''واقفینِ نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں اور ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجے میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جارہا ہو۔''

(خطبہ جمعہ یکم دسمبر 1989)

❁زبانوں کے ماہرین

(متوقع تعلیمی معیار: ایم اے/ پی۔ایچ۔ڈی)

(موزوں: مردوں/ عورتوں کیلئے)

آئندہ زمانوں میں جماعت کو ایسے بیشمار ماہرین کی ضرورت ہوگی جو مختلف زبانوں پر کامل عبور رکھتے ہوں یعنی بول چال اور تحریر کی مشق رکھتے ہوں نیز ترجمہ اور تصنیف کی صلاحیت رکھتے ہوں اور ان میں اتنی صلاحیت ہو کہ وہ قرآن مجید، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلفاء احمدیت کے خطبات اور ان کی تصانیف نیز سلسلہ کی دیگر لٹریچر کو با آسانی تراجم کی صورت میں پیش کر سکیں۔اور ضرورت پڑنے پر ان ملکوں میں تبلیغ کا فریضہ بھی ادا کر سکیں۔

سیدنا حضور انور نے اپنے خطبات میں ایسی زبانوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے واقفین نو کو اردو، عربی انگریزی، روسی چینی، اٹالین، پولش، سپینش، پرتگالی، ٹرکش، کورین، اور جاپانی زبانوں میں اعلیٰ مہارت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔وقف نو کے ضمن میں ایک ملاقات میں سیدنا حضور انور نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ جرمنی کی جماعت خاص طور پر اپنے واقفین کو ایسٹرن بلاک کی زبانوں میں یعنی ہنگیرین، رومانین، البانین، بلغارین، اور چیکوسلواکین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے تیار کرے کیونکہ یہ ایسی زبانیں ہیں جن کا جرمنی سے تعلق ہے اور جرمن قوم ان سے پرانے تاریخی روابط رکھتی ہے۔

اپنے خطبات میں حضور انور نے خاص طور پر لڑکیوں کو زبانوں کے ماہرین بنانے کی طرف توجہ دلائی ہے نیز یہ کہ وہ ٹائپ اور کمپیوٹر پر کام کرنا بھی سیکھیں تا کہ وہ بغیر خاوندوں سے علیحدہ ہوئے گھر بیٹھے تصانیف کا کام کر سکیں۔

اس طرح فرمایا کہ وہ بچے جو مغربی دنیا میں آباد ہیں ان کیلئے ان ملکوں میں زبانیں سیکھنے کی بہت سہولتیں حاصل ہیں۔اس لئے ان کے والدین کو خصوصیت سے اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ وہ شروع سے ہی اس بات کا مصمم ارادہ کر لیں کہ انہوں نے اپنے بچوں کو کسی نہ کسی زبان کا ماہر بنانا ہے۔

❁دینی امور کے ماہرین

وقف نو کے ضمن میں ایک ملاقات میں سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ واقفین میں سے ایک حصہ ایسا ہونا چاہئے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینی امور کے ماہر بنیں مثلاً کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماہر ہوں۔اسی طرح بعض غیر احمدی مسلمانوں سے متعلق فرقوں میں اختصاص حاصل کریں۔

❁ موازنہ مذاہب

اسی طرح سیدنا حضور انور نے اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا کہ کچھ واقفین کو اعلیٰ تعلیم کے بعد مختلف مذاہب مثلاً عیسائیت، ہندوازم، یہودیت اور بہائی ازم کا سپیشلسٹ بنایا جائے۔وہ اس قابل ہوں کہ تحقیقی مقالے تحریر کرسکیں اور اپنے مضمون میں اتھارٹی ہوں۔

❁ اساتذہ

(متوقع تعلیمی معیار: بی۔ایڈ/ایم۔ایڈ)

(موزوں مردوں اور عورتوں کیلئے)

ایسے اساتذہ جو ہائی اسکول اور کالج کے درجہ پر پڑھاسکیں خصوصاً فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، ریاضیات، جغرافیہ، عربی اور انگریزی کے مضامین میں ایم اے یا ایم ایس سی کیا ہو۔مردوں کے ساتھ عورتیں بھی تعلیم کے اس شعبہ میں بہت کام کرسکتی ہیں۔

حضور انور نے بچیوں کو علم سکھانے اور ان کو تعلیمی میدان میں آگے لانے کی بہت تلقین فرمائی ہے۔چنانچہ فرمایا:

''بچیوں کو تعلیم کے میدان میں آگے لائیں۔علمی کام سکھائیں اور علم تو بڑھانا ہی ہے لیکن علم سکھانے کا نظام جو ہے جس کو بی۔ایڈ یا ایم۔ایڈ کہا جاتا ہے ایسی ڈگریاں جن میں تعلیم دینے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے ان میں داخل کریں آئندہ بڑے ہوکر لیکن ابھی سے ان کی تربیت اس رنگ میں شروع کریں۔''

(خطبہ جمعہ 8 ستمبر 1989)

زبانوں کے ماہرین یا اساتذہ میں سے ایسے واقفین کی بھی ضرورت ہوگی جو آگے چل کر مختلف زبانیں سکھانے کیلئے پروگرام تیار کریں جو ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ نشر کئے جاسکیں۔ان زبانوں کو سکھانے کیلئے کتب اور ویڈیو کیسٹ بھی تیار کی جاسکتی ہیں۔ایسے واقفین مختلف ملکوں کے مراکز میں لینگویج انسٹیٹیوٹ کے قیام اور ان کے انتظامات کیلئے بھی بہت کارآمد ہوسکتے ہیں۔

❁ ریسرچ سکالرز

آئندہ جماعت کو ایسے ریسرچ سکالرز کی بھی ضرورت ہوگی جو اعلیٰ تعلیم کے بعد ریسرچ کا تجربہ رکھتے ہوں اور سائنسی وغیر سائنسی یا کسی بھی موضوع پر ریسرچ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور اس ذریعہ سے خدمت دین کرسکیں۔

❁ میڈیکل

(متوقع تعلیمی معیار: ایم۔بی۔بی۔ایس/ایم۔ڈی/بی۔ڈی۔ایس/اعلیٰ تعلیم کے ڈپلومہ جات)

(موزوں مردوں اور عورتوں کیلئے)

واقفین نو کو ایسے ڈاکٹر بنانے کی کوشش کریں جو جماعت کے ہسپتالوں میں بطور جنرل فزیشن، سرجن، مختلف امراض اور دندان سازی کے ماہرین کے طور پر کام کرسکیں۔میڈیکل کے بہت سے شعبے ہیں اور ہر شعبہ کی اپنی اہمیت ہے۔جماعت کو ہر میدان کے ماہرین کی ضرورت ہوگی۔

اس سلسلہ میں سیدنا حضور انور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جماعت کو خدمت کے میدان میں لیڈی ڈاکٹرز کی بہت ضرورت ہے اور بہت بڑی خدمت کرسکتی ہیں۔اس لئے احمدی بچیوں کو ڈاکٹر بن کر اپنی زندگیاں پیش کرنی چاہئے۔سیدنا حضور انور نے فرمایا:

''ڈاکٹروں کی ضرورت ہے خواتین ڈاکٹروں کو اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو وہ بہت بڑی خدمت کرسکتی ہیں۔اور بہت گہرا اثر چھوڑ سکتی ہیں۔اور اس رستے سے پھر وہ اسلام کا پیغام دینے میں بھی دوسروں پر فوقیت رکھتی ہیں۔اس لئے احمدی خواتین کو ڈاکٹر بن کر اپنی زندگیاں پیش کرنی چاہئیں۔''

(خطبہ جمعہ 8 ستمبر 1989)

❁ ہومیوپیتھی

(متوقع تعلیمی معیار: باقاعدہ مستند کورس کے ساتھ حاصل کردہ ڈگری)

(موزوں مردوں اور عورتوں کیلئے)

دنیا بھر میں یہ طریق علاج مقبول ہو رہا ہے اور اس کے باقاعدہ ڈگری کورسز کروائے جاتے ہیں۔سیدنا حضور انور کی ذاتی دلچسپی اور توجہ سے یہ طریق علاج جماعت میں بھی بہت مقبول اور رائج ہوچکا ہے مختلف ممالک میں ڈسپنسریاں قائم ہوچکی ہیں۔اور ان سے بہت استفادہ کیا جارہا ہے آئندہ جماعت کو مستند تربیت یافتہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی بھی ضرورت ہوگی جو اس کام کو آگے بڑھاسکیں اور دنیا کی خدمت کرسکیں۔

❁ نرسنگ

(متوقع تعلیمی معیار: نرسنگ کے ڈپلومہ جات)

(موزوں: مردوں اور عورتوں کیلئے)

جنرل نرسنگ مڈوائفری، اور آپریشن تھیٹر میں کام کرنے کا تجربہ اور اہلیت

❁ میڈیکل ٹیکنیشین

(متوقع تعلیمی معیار: مختلف ڈپلومہ جات)

(موزوں مردوں اور عورتوں کیلئے)

احمدیہ ہسپتالوں اور کلینک میں کام کرنے کیلئے ریڈیو گرافر، فزیوتھراپسٹ اور لیبارٹری ٹیکنیشین کی ضرورت ہوگی۔

❁ فارماسسٹ

(متوقع تعلیمی معیار: بی فارمیسی)

(موزوں مردوں اور عورتوں کیلئے)

مختلف ممالک میں جماعت کے ہسپتالوں میں فارمیسی اور ادویات کے کام کو سنبھالنے کیلئے فارماسسٹس کی بھی ضرورت پڑے گی۔اس لئے واقفین کو اس شعبہ کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔

❁ کمپیوٹر کے ماہرین

(متوقع تعلیمی معیار: ڈگری/ڈپلومہ جات)

(موزوں مردوں اور عورتوں کیلئے)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کمپیوٹر اور نئی ٹیکنالوجی سے بھرپور استفادہ کررہی ہے۔اور آئندہ زمانوں میں بے شمار ماہرین کی ضرورت ہوگی۔جو مختلف قسم کے پروگرام تیار کرکے جماعتی ضروریات کو پورا کرسکیں۔کمپیوٹر کی کئی شاخیں ہیں مثلاً سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر اور ڈیزائن گرافکس وغیرہ۔اس لئے کمپیوٹر کے مختلف کاموں کے ماہرین کی ضرورت ہوگی۔

❁ پرنٹرز

(متوقع تعلیمی معیار: ڈپلومہ/ڈگری)

(موزوں مردوں کیلئے)

اشاعت جماعت کا ایک نہایت اہم شعبہ ہے۔کتب اور لٹریچر کی معیاری چھپائی کیلئے ایسے تعلیم یافتہ واقفین کی ضرورت ہوگی جو فنی مہارت کے ساتھ جماعت کے مختلف ممالک میں قائم شدہ یا آئندہ قائم ہونے والے پرنٹنگ پریسوں کو اعلیٰ طریق پر چلاسکیں۔

❁ براڈ کاسٹنگ

(متوقع تعلیمی معیار: ڈپلومہ/ڈگری)

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا بھر میں M.T.A کے پروگرام تیار ہو رہے ہیں۔انشاء اللہ یہ سلسلہ اور ترقی کرے گا تو اس وقت ایسے واقفین کی ضرورت ہوگی جو پیشہ ورانہ صلاحیت کے ساتھ براڈ کاسٹنگ اور ٹیلی ویژن اور ویڈیو گرافی سے متعلقہ امور کو جدید تقاضوں کے مطابق چلاسکیں۔یہ بھی بہت وسیع میدان ہے۔اس میں تیزی سے نئی ضرورتیں سامنے آرہی ہیں۔اور جماعت کو فوری طور پر ایسے افراد کی ضرورت ہے جو ریکارڈنگ، سکرپٹ رائٹنگ، نیوز ریڈنگ دستاویزی فلموں کی تیاری اور انٹرویو کرنے والے نیز سیٹلائٹ کمیونیکیشن کے ماہر ہوں۔

❁ جرنلزم

(متوقع تعلیمی معیار: ایم۔اے)

(موزوں مردوں اور عورتوں کیلئے)

جماعتی اخبارات، رسالہ جات، اشاعت اور پریس کے متعلقہ امور کو بہترین خطوط پر چلانے والے، اچھا تصنیفی کام کرنے والے جرنلسٹ بھی جماعت کو چاہئیں۔اس لئے واقفین نو کو جرنلزم اور اسکے مختلف شعبوں میں بھی مہارت حاصل کرنی چاہئے۔

❁ اکاؤنٹنٹ

(متوقع تعلیمی معیار: بی کام/ایم کام)

اکاؤنٹس کے ماہرین جو جماعت کے مالی نظام کیلئے کام کرسکیں۔

❁ آرکیٹکٹ

(متوقع تعلیمی معیار: ڈگری)

ایسے واقفین جو دنیا بھر میں جماعت کی مساجد، ہسپتالوں اور دیگر عمارات کے ڈیزائن اور ان سے متعلقہ امور میں خدمت بجالاسکیں۔

❁ بزنس ایڈمنسٹریشن

(متوقع تعلیمی معیار: ڈگری)

ایسے واقفین جو مارکیٹنگ اور بزنس ایڈمنسٹریشن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جماعت کی کتب اور لٹریچر کی فروخت اور ہسپتالوں اور اسکولوں وغیرہ کی پلاننگ اور ایڈمنسٹریشن کے متعلقہ امور کی نگرانی کرسکیں۔

❁ زراعت

(متوقع تعلیمی معیار: ڈگری)

افریقہ کے ممالک میں یا جہاں بھی آئندہ جماعت کو ضرورت ہو ایسے واقفین درکار ہوں گے جو مختلف پروجیکٹس پر کام اور نگرانی کرسکیں۔

❁ ماہرین آثار قدیمہ

سیدنا حضور انور نے اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ واقفین میں سے ایسے بھی ہونے چاہئیں جو آثار قدیمہ کے مضمون میں اعلیٰ تعلیم اور تجربہ حاصل کریں اور قرآن مجید کے کلام اور نور کی روشنی میں اس مضمون کو لیں اور دنیا پر قرآن اور اسلام کی برتری ثابت کریں۔

❁ انجینئرز

یہ بھی ایک بہت وسیع میدان ہے جماعت کی روز افزوں ترقی کے نتیجہ میں سول اور الیکٹریکل انجینئرز کی ضرورت ہوگی جو جماعت کی مساجد، عمارات اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے کام کو سنبھال سکیں۔اسی طرح الیکٹرونکس کے ماہر انجینئرز کی بھی ضرورت ہوگی جو جماعت کی ضروریات کو پورا کرسکیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے یہ عمومی راہنمائی ہے ہر ملک میں واقفین کی رہنمائی کیلئے قائم کیریئر پلاننگ کمیٹیاں جماعت کے عالمی، ملکی تقاضوں اور بچوں کے رجحانات اور استعدادوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مزید مشورے دے سکتی ہیں۔والدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ابھی سے سنجیدگی سے سوچنا شروع کریں کہ ان کے بچوں نے کس نہج پر تعلیم حاصل کرنی ہے اور کس رنگ میں اپنی زندگی اسلام کی خدمت کیلئے صرف کرنی ہے۔اس تیاری میں یہ خیال کرکے دیر نہ کریں کہ ابھی بچے چھوٹے ہیں جب بڑے ہونگے تو دیکھا جائے گا۔ابھی سے دعاؤں سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کریں اور پھر اپنی پوری سعی کے ساتھ اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کوشاں ہوں۔

اللہ کرے کہ تمام والدین جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف کیا ہے اس ذمہ داری سے اس رنگ میں عہدہ برا ہوں کہ ان کے بچے ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تمناؤں اور والدین کی خواہشات کے مطابق نافع وجود بن کر خدمت اسلام اور خدمت بنی نوع انسان میں اپنی زندگیاں صرف کر رہے ہوں اور خدا تعالیٰ کے پیار کی نظریں ان پر پڑ رہی ہوں۔آمین۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

امتحان کے دنوں میں ہر احمدی طالب علم کو اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے خط ضرور لکھنا چاہئے۔

آنکھ ....قدرت کا کرشمہ

مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب

خدا تعالیٰ نے اس کارخانہ قدرت میں اپنی صناعی کے ایسے ایسے شاہکار چاروں طرف بکھیر رکھے ہیں کہ بصیرت کی آنکھ ان کے پیچھے خالق حقیقی کے جلوہ کو فوراً پہچان لیتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایسی پیچیدہ تخلیق اور اس سے پیدا ہونے والے باکمال نتائج ارتقاء کے عمل کے ذریعہ خود بخود پیدا ہو گئے ہوں۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نظام قدرت میں چاروں طرف نگاہ دوڑاؤ اور فکر کرو۔ کیونکہ سچے غور و فکر کا لازمی نتیجہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر محکم یقین کی صورت میں نکلے گا۔ ذرا آنکھ کی بناوٹ کو ہی دیکھیں جو کسی بھی جانور کے ان گنت اعضاء میں سے محض ایک ہے اور اس کی پیچیدگی اور اکمل و اعلیٰ کارکردگی سے اندازہ لگائیں کہ اگر جانور کے جسم کے باقی حصے بھی اپنی اپنی جگہ پر اس طرح کام کر رہے ہوں تو کیا وہ جانور عجوبہ روزگار ہوگا یا نہیں۔ اور یہ چیز کسی ایک جانور سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر جگہ یہی منظر سامنے آتا ہے بلکہ مختلف جانوروں کی آنکھوں کی مختلف شکل تعداد اور طریقہ کار اسے اور بھی زیادہ دلچسپ اور حیرت انگیز بنا دیتے ہیں۔

آنکھ کی ساخت

عام آدمی کی اصطلاح میں آنکھ سفید رنگ کے بیضوی ڈھیلے کا نام ہے جس کی حفاظت کیلئے اوپر اور نیچے کے دو پپوٹے اور ان کے کناروں پر پلکوں کی جھالر ہوتی ہے۔ پلکیں آنکھ کو مٹی کے ذرات اور دیگر چھوٹی چھوٹی چیزوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ جبکہ پپوٹے حفاظت کے ساتھ ساتھ صفائی کا کام بھی کرتے ہیں۔ جونہی کوئی چیز آنکھوں کے سامنے آتی یا پلکوں سے مس کرتی ہے فوراً خود کار طریقہ سے پپوٹے اپنے آپ بند ہو کر آنکھوں کو اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں۔ نیز سوتے وقت بھی پپوٹے بند ہو کر یہی فرض سر انجام دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر شخص اپنی آنکھوں کو وقفہ وقفہ سے جھپکتا رہتا ہے۔ دراصل آنکھ کسی بہترین کیمرہ کا لینس LENS ہے جسے ہر وقت صاف ستھرا رہنا چاہئے تاکہ اس سے تصویر واضح اور صاف بنے۔ ہر بار جب ہم اپنی آنکھوں کو جھپکتے ہیں تو پپوٹے سفید ڈھیلے پر لیسدار رطوبت کی پتلی سی تہہ بچھا دیتے ہیں جو Cornea کی جھلی کو جس میں سے روشنی گزر کر اندر جاتی ہے صاف کر دیتی ہے۔ آنکھ کے ناک کی طرف کے اندرونی کونے میں ایک باریک نالی ہے جو ناک میں کھلتی ہے۔ ضرورت سے زائد آنکھ کا پانی اس نالی کے ذریعہ ناک میں چلا جاتا ہے اس لئے جب ہم روتے ہیں تو ہماری ناک میں پانی جمع ہو جاتا ہے جو انہیں آنسوؤں کی وافر مقدار ہوتی ہے یا جب ہم آنکھ میں کوئی کڑوے ڈراپس ڈالتے ہیں تو ان کی کڑواہٹ ہمیں گلے میں محسوس ہوتی ہے جو ان ڈراپس کا ناک میں سے ہو کر گلے تک آنے کا نتیجہ ہے۔

آنکھ کے ڈھیلے کا سفید حصہ 5/6 ہوتا ہے جس کے مرکز میں 1/6 حصہ پر مشتمل رنگدار حصہ ہے جو سیاہ، بھورا، نیلگوں یا کسی بھی شیڈ کا ہو سکتا ہے۔ اسے آئرس IRIS کہا جاتا ہے اس کا رنگ جسم میں موجود سیاہی مائل بھوری رطوبت جسے MELANIN کہتے ہیں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جتنی زیادہ یہ رطوبت مقدار میں آئرس کی جھلی میں ہوگی اور جتنی زیادہ سطح کے قریب ہوگی اتنا ہی گہرا آنکھوں کا رنگ ہوگا۔ آنکھوں کے رنگ کو تبدیل کرنے کیلئے اسی آئرس کے اوپر اپنی مرضی کے رنگ کا CONTACT LENS لگوا لینے سے آنکھوں کا وہی رنگ ہو جائے گا۔ اسی رطوبت سے انسان کی جلد اور بالوں کا رنگ بنتا ہے۔ یہ رنگ دار رطوبت آنکھوں کو رنگ دینے کے علاوہ ایک اور بہت ہی اہم کام سر انجام دیتی ہے۔ وہ ہے روشنی کی تیز شعاعوں کو جذب کر کے آنکھوں کو چندھیانے سے محفوظ رکھنا اسی لئے زیادہ گہری رنگت والی آنکھیں تیز روشنی کو بہتر طور سے برداشت کر لیتی ہیں۔ وہ لوگ جنہیں ALBINO کہا جاتا ہے جن کا رنگ پھلبہری جیسا صاف اور سفید اور بال بھی سفید ہوتے ہیں ان میں MELANIN کی رطوبت کی کمی ہوتی ہے یا بالکل نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ روشنی کو برداشت نہیں کر سکتے۔

رنگدار آئرس کے مرکز میں سوراخ ہوتا ہے جو ہو بہو کیمرہ کے APERATURE سے مشابہ ہے اس کے آس پاس کے اعصاب اسے تیز روشنی میں سکیڑ کر ایک کاغذی پن کے سرے کے برابر چھوٹا کر دیتے ہیں اور مدھم روشنی میں پورے کا پورا سوراخ کھول دیتے ہیں۔ اس سوراخ کو PUPIL کہا جاتا ہے۔ سوراخ کی اندرونی جانب عین IRIS کی سیدھ میں آنکھ کا LENS یا عدسہ لگا ہوا ہے جو اسپرین کی ٹکیہ کے سائز کا ہوتا ہے۔ اس کے اعصاب اس کو موٹا اور باریک کر سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے اسے دنیا کے بہترین کیمرہ پر بھی فوقیت حاصل ہے۔ جب ہم چیزوں کو دیکھتے ہیں تو دراصل ان اشیاء سے منعکس ہوتی ہوئی روشنی ہماری آنکھ کے لینز میں سے گزر کر آگے RETINA کے پردے پر اس چیز کا الٹا عکس بناتی ہے یعنی نیچے کا حصہ اوپر اور دائیں طرف کا حصہ بائیں طرف شکل میں بنتا ہے لیکن ہمارا دماغ اس شبیہ کو سیدھا کر کے دیکھتا ہے۔ دور کی چیزوں میں آتی ہوئی روشنی کی شعاعیں تقریباً متوازی ہوتی ہیں۔ ان کو RETINA کے مرکز میں واقع چھوٹے سے نشیب میں ایک نقطہ پر مرتکز کرنے کیلئے CORNEA یعنی IRIS کے باہر کی طرف کا پردہ انہیں اندر کی طرف موڑ کر اکٹھا کرتا ہے اور اگر پھر بھی کچھ فرق رہ جائے اور وہ ایک نقطہ پر مرتکز نہ ہوں تو بقیہ کام لینز کرتا ہے۔ نزدیک کی چیزوں سے آتی ہوئی شعاعیں باہر کی طرف کو پھیل رہی ہوتی ہیں اس لئے انہیں اکٹھا کرنے کیلئے زیادہ طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس صورت حال میں لینز کے اعصاب اسے گول اور موٹائی میں زیادہ کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ زیادہ طاقت سے بکھری ہوئی شعاعوں کو اکٹھا کر کے RETINA کے پردے پر مرتکز کر دیتا ہے۔ RETINA کے ساتھ لگے ہوئے باریک تار ان شعاعوں کو الیکٹریکل سگنل کی صورت میں تبدیل کر کے ایک NERVE کے ذریعہ دماغ تک پہنچاتے ہیں جو ان سگنلز کو تصویر کی شکل میں تبدیل کر کے دیکھتا ہے۔

نظر کے بعض عوارض

آنکھ کا ڈیلہ عموماً ایک انچ لمبا ہوتا ہے اور ایک ڈیلے کے مرکز سے دوسرے ڈیلے کے مرکز تک کا فاصلہ اڑھائی انچ ہوتا ہے۔ اس طرح دونوں آنکھیں کسی منظر کو دو ہلکے سے مختلف زاویوں سے دیکھتی ہیں۔ ہر آنکھ کے RETINA میں سے NERVES کی تاریں آدھی سیدھی دماغ کے اس حصہ کی طرف جاتی ہیں اور آدھی دوسری آنکھ کے NERVE کو کراس کرتی ہوئی دماغ کے دوسرے حصہ کی طرف جاتی ہیں۔ اس طرح دماغ کے دونوں طرف کے دیکھنے والے حصے بیک وقت دونوں آنکھوں کی تصاویر کو دیکھتے ہیں۔ اس عمل سے ہمیں چیزوں کا فاصلہ اور موٹائی کا ادراک ہوتا ہے۔ ایک آنکھ سے دیکھنے کی صورت میں فاصلہ اور موٹائی معلوم نہیں ہو سکتی۔ بالکل ایسے ہی جیسے دونوں کانوں سے بیک وقت سننے سے آواز کی سمت اور گہرائی کا جو اندازہ ہوتا ہے وہ ایک کان سے نہیں ہو سکتا۔ اس چیز کو STEREO EFFECT کہا جاتا ہے۔ اگر کسی بیماری یا حادثہ کی صورت میں دماغ کا ایک طرف کا حصہ ماؤف ہو جائے تو اس کے الٹی طرف کی آنکھ کی بینائی میں کمی آ جائے گی۔

عام حالات میں ہماری آنکھوں کے اعصاب انہیں اس زاویہ پر رکھتے ہیں کہ دونوں میں بننے والی تصاویر جو ایک دوسرے سے ہلکی سی مختلف ہیں ایک مخصوص جگہ پر بنیں اور دونوں آنکھیں انہیں بیک وقت ٹھیک دیکھ سکیں۔ اس عمل کو BINOCULAR VISION کہا جاتا ہے۔ اگر ڈیلوں کے باہم مطابقت نہ رکھنے کی وجہ سے یعنی ٹیڑھے پن کی وجہ سے دونوں تصاویر متعلقہ جگہ پر نہ فوکس ہوں تو یا منظر دھندلا ہوگا یا دو تصاویر نظر آئیں گی۔ عموماً ایک آنکھ دوسری سے زیادہ طاقت ور ہوتی ہے اور جس طرح بعض لوگ جیسے دائیں ہاتھ سے کام کرنے کی بجائے LEFT HANDED ہوتے ہیں اسی طرح بعض لوگ LEFT EYED ہوتے ہیں جو کیمرہ یا بندوق کو بائیں آنکھ سے دیکھنا پسند کرتے ہیں۔

RETINA کے ساتھ 12 کروڑ کی تعداد میں RODS اور 60 لاکھ کی تعداد میں CONES لگے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے CELLS یا خلیات ہیں۔ لمبی شکل کے RODS مدھم روشنی کو دیکھتے ہیں اور گول شکل کے CONES تیز روشنی کو دیکھتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ مدھم روشنی میں ہمیں چیزوں کے رنگ نظر نہیں آتے وہ محض بلیک اینڈ وائٹ ہی نظر آتی ہیں۔ اسی طرح جن لوگوں کے CONE صحیح کام نہیں کرتے انہیں رنگوں کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ اور وہ ان کو اصل سے مختلف رنگوں میں دیکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کلر بلائنڈ کہا جاتا ہے۔ اگر خرابی زیادہ ہو تو وہ کوئی بھی رنگ نہیں دیکھ سکتے اور انہیں کلر ٹیلی ویژن بھی بلیک اینڈ وائٹ ہی نظر آتا ہے۔

IRIS اور LENS کے درمیانی حصہ میں ایک رطوبت بھری ہوتی ہے جسے AQUEOUS HUMOUR کہا جاتا ہے جو آنکھ کے اندرونی دباؤ کو برقرار رکھتی ہے۔ اسی طرح LENS اور RETINA کے اندرونی حصہ میں گاڑھی سیاہ رنگ کی رطوبت ہوتی ہے۔ RETINA کے بیرونی حصہ کو اس رطوبت میں سے رسنے والا خون تقویت دیتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے ان رطوبتوں کے نظام میں خرابی پیدا ہو جائے تو وہ باقاعدگی سے گردن میں کھلنے والی نالی کے ذریعہ خارج نہیں ہو سکتیں اور آنکھ میں دباؤ اور درد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات آنکھ کا ڈیلہ سامنے سے پیچھے کے رخ پر زیادہ لمبا ہو جاتا۔ نتیجۃً دور کی چیزوں سے آنے والی روشنی کی شعاعیں RETINA تک پہنچنے سے پہلے ہی باہم مرکوز ہو جاتی ہیں جس سے دور کی نظر کمزور ہو

بقیہ صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی اسد محمود بانی
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta 700 072
SHOWROOM: 237-21.. 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096 ... 4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

وصایا

وصایا اخبار میں اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ تا اگر کسی صاحب کو اپنی وصیت میں کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو اس سے مطلع کرے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۵۱۴۸:- میں کے.پی.جمیلہ زوجہ ایم محمد شریف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۵۸ سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڈی کینانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶-۱-۲۰۰۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

زیورات طلائی:-(۱) چوڑیاں چار عدد (۲) بالیاں دو عدد (۳) ایک عدد ہار کل وزن ۸۰ ملی گرام ہے جس کی موجودہ قیمت بتیس ہزار دو سو چالیس (۳۲۲۴۰) روپے ہے۔ اس کے علاوہ آبائی جائیداد زمین ساڑھے سینتالیس سینٹ ہے جو کہ ماڈائی پنچایت وارڈ نمبر ۶ ضلع کینانور صوبہ کیرالہ میں واقع ہے جس کی قیمت موجودہ نو لاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ اس کے علاوہ حق مہر بذمہ خاوند پانچ ہزار روپے ہے میں مذکورہ بالا منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کرتی ہوں۔

میرے خاوند کی طرف سے ماہوار ایک ہزار روپے مجھے جیب خرچ ملتا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کبھی مزید کوئی آمد یا جائیداد بناؤں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ	الامۃ	گواہ
سی.ایچ.عبدالحمید۔ پینگاڑی	کے.پی.جمیلہ	ایم.این.عبداللہ۔ پینگاڑی

وصیت نمبر ۱۵۱۴۹:- میں K.P.Kunhayisha بیوہ مکرم پی.پی.موسیٰ صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۷۳ سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڈی ضلع کینانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶-۱-۰۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

زیورات طلائی:-(۱) چوڑیاں دو عدد (۲) بالیاں دو عدد (۳) ایک ہار کل وزن ۵۶ ملی گرام ہے جس کی موجودہ قیمت ۲۳۶۳۴ روپے ہے۔ اس کے علاوہ آبائی جائیداد زمین ۸۲ سنیٹ ہے جو کہ ماڈائی پنچایت وارڈ نمبر ۵ ضلع کینانور صوبہ کیرالہ میں واقع ہے جس کی موجودہ قیمت آٹھ لاکھ بیس ہزار روپے ہے۔

میں مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ مجھے ماہوار ۷۵۰ روپے بطور جیب خرچ ملتا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید جائیداد بناؤں تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ	الامۃ	گواہ
ایم.این.عبداللہ۔ پینگاڑی	K.P.Kunhayisha	سی.ایچ.عبدالحمید۔ پینگاڑی

وصیت نمبر ۱۵۱۵۰:- میں فہمیدہ ناز زوجہ مکرم سید سلیم احمد صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال، پیدائشی احمدی ساکن سکندر آباد ڈاکخانہ چلکل گوڑہ، ضلع حیدر آباد، صوبہ آندھرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۷/۰۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے البتہ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) حق مہر بذمہ خاوند پانچ ہزار روپے۔ (۲) زیور لچھہ وٹاپس ایک تولہ

میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ میں خورونوش اخراجات کے مطابق ماہانہ چار سو روپے کے حساب سے حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع دفتر مجلس کار پرداز قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت ماہ جولائی ۲۰۰۱ء سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ	الامۃ	گواہ
جاوید اقبال اختر	فہمیدہ ناز	داؤد احمد الہ دین
ولد مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ	زوجہ مکرم سید سلیم احمد صاحب سکندر آباد	ابن مکرم یوسف احمد الہ دین

وصیت نمبر ۱۵۱۵۱:- میں وسیم احمد ولد مکرم مہر الدین صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن تارنا کہ ڈاکخانہ لالہ گوڑہ ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۶/۷/۰۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری موجودہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) تین ایکڑ زمین مشترکہ (۲) ۴۴۰ گز زمین مشترکہ (۳) ۳۰۰۰ گز زمین مشترکہ (۴) ۱۲۰۰ گز زمین مشترکہ (۵) دو ایکڑ اراضی مشترکہ

مذکورہ بالا جائیداد ہم دو بھائیوں میں مشترکہ ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری آمد اس وقت مبلغ ۷۵۰۰ روپے بصورت تجارت ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ نیز اگر آئندہ مزید کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ	العبد	گواہ
مہر الدین	وسیم احمد	جاوید اقبال اختر
ابن مکرم محمد عمر صاحب	ابن محترم مہر الدین صاحب	سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان

برطانیہ کی مسجدوں میں دہشت گردوں کے ٹھکانے

برطانیہ کے ایک اخبار نے سروے کر کے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ برطانیہ کے کچھ شہروں میں پاکستانی دہشت گرد دھڑوں نے مسجدوں میں اپنے ٹھکانے بنا رکھے ہیں۔ ایسی مسجدیں مانچسٹر لندن کے پلسبری پارک کی ایک بستی کی ایک مسجد اور برمنگھم کی دو مسجدوں میں امام دراصل پاکستان کی انٹیلی جینس کے ایجنٹ ہیں۔ یہ لوگ اب بھی کشمیر میں جہاد کیلئے پراپیگنڈہ کر کے نوجوانوں کو بھرتی کرنے کے پلان پر عمل کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک امام نے افغانستان پر امریکن حملے سے پہلے کہا تھا کہ اسامہ بن لادن اسلام کے دشمنوں کے خلاف ایٹمی ہتھیار استعمال کرے۔ یہ امام بعد ازاں شہر سے غائب ہو گیا۔ لیکن اس نے جمعہ کی نماز کے بعد دعوی کیا تھا کہ وہ ہر مہینے کئی درجن جہادی بھرتی کر کے پاکستان کو سپلائی کر دیتا ہے۔ لندن میں سعودی عرب کے رابطہ اسلام کا بہت بڑا دفتر ہے۔ جو بھارت اور پاکستان ہی نہیں بلکہ دیگر دیشوں میں اس کام کے پرچار کیلئے بہت بڑے پیمانہ پر روپیہ سپلائی کرتا ہے۔ اس کی ورکنگ کمیٹی میں کشمیر کی جماعت اسلامی کا امیر مولانا گیلانی بھی شامل ہے۔ لندن کی ایک مسجد کا امام اپنے آپ کو ابوحمزہ قرار دیتا ہے اور وہ امریکہ کے خلاف پراپیگنڈہ کرتا ہے۔

ایودھیا میں ہر لمحہ خوف اور کشیدگی میں برابر اضافہ ہو رہا ہے

اتر پردیش کے ایودھیا شہر میں جیسے جیسے فرقہ وارانہ ماحول گرماتا جا رہا ہے پڑوس کے شہر رادولی میں ڈر، خوف اور تناؤ تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ وشو ہندو پریشد کے اڑیل رویہ کی وجہ سے ایودھیا ہی نہیں بلکہ پڑوسی شہر کے ماحول میں بھی تناؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ ضلع فیض آباد کے رادولی شہر میں لوگ یہ سوچ کر ہی کانپ اٹھتے ہیں کہ ایک بار پھر یہاں فرقہ پرستی کا زہر اثر دکھا سکتا ہے۔ رادولی شہر ہمیشہ فرقہ وارانہ خیر سگالی کیلئے جانا جاتا رہا ہے۔ لیکن جب کبھی بھی فرقہ وارانہ بخار بڑھتا ہے تو یہاں اثر پڑے بغیر نہیں رہتا۔ فرقہ پرستی کے حادثات نے یہاں پنپنا شروع کر دیا ہے۔ ایودھیا کیلئے روانہ ہوئے کچھ ہندو ورکروں نے برقعہ پوش مسلم عورتوں کو کھدیڑ کر چاقو مار دیا۔ یہ عورتیں ریل میں سوار ہو رہی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حادثہ تب ہوا جب محض کچھ گھنٹے پہلے سماج وادی پارٹی کے عباس علی زیدی کو فیض آباد اسمبلی حلقہ سے منتخب قرار دیا گیا۔ شہر کے تمام لوگوں نے اتوار کو ہوئے اس فرقہ پرستی کے حادثہ کی مذمت کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اینٹی سوشل عناصر خواہ کسی بھی فرقہ کا ہو اسے سزا ملنی چاہئے (بحوالہ ہند سماچار جالندھر 28-2-2002)

تصحیح: بدر کے گذشتہ شمارے کے اندرونی صفحات میں تاریخ 27 فروری کے بجائے 27 جنوری سہواً لکھا گیا ہے۔ قارئین اس کی تصحیح فرمالیں۔

رشی نگر کشمیر میں اطفال الاحمدیہ کا تربیتی جلسہ

مورخہ ۳۰ دسمبر کو نماز مغرب وعشاء کے درمیان جامع مسجد احمدیہ رشی نگر میں اطفال الاحمدیہ کا ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت مکرم عبدالرشید صاحب میر نائب صدر جماعت احمدیہ رشی نگر منعقد ہوا۔ عزیز بشارت احمد گنائی نے تلاوت کی نظم عزیز مدثر احمد گنائی نے سنائی۔ عزیز بلال احمد اور عزیز طاہر ظہور میر نے آنحضرت ﷺ کی سیرت پر تقریر کی۔ آخر پر صدر اجلاس نے اپنے خطاب میں اطفال کو قیمتی نصائح سے نوازا اور اجتماعی دعا کروا کر اجلاس کی برخاستگی کا اعلان فرمایا۔

وقار عمل: مورخہ ۱۸ جنوری ۲۰۰۲ کو برف گرنے سے اطفال الاحمدیہ و خدام الاحمدیہ رشی نگر نے ایک وقار عمل کیا راستے بند ہو گئے تھے اسے صاف کیا۔ ۲۵ خدام اور اطفال نے اس میں حصہ لیا۔ وقار عمل دو گھنٹے تک مسلسل کیا گیا۔ اللہ تعالی ہماری مساعی کو قبول فرمائے اور مقبول دینی خدمات کی توفیق دے۔ (وسیم احمد گنائی ناظم اطفال رشی نگر)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Tel Fax :(0091)01872-20757
Tel Fax:(0091) 01872-21702

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol:51 Wednesday 6th. March 2002 Issue. No. 10

مصرمیں مسافر ٹرین میں آگ لگنے سے 400 افراد ہلاک
مسافر عید الاضحیہ کی چھٹیاں منانے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔

قاہرہ سے 70 کلومیٹر جنوب میں 20 فروری کو علی الصبح قاہرہ لکسر پینجر ٹرین کے کانی خانہ میں گیس سلینڈر پھٹنے سے آگ لگ جانے سے 400 افراد ہلاک 75 زخمی ہوئے ہیں۔ڈرائیور کو آگ لگنے کے واقعہ کا علم ہونے کے بعد ٹرین روکنے تک 8 ڈبے پوری طرح جل کر تباہ ہو گئے۔آگ لگنے کے باد جود ٹرین 8 کلومیٹر چلتی رہی۔اس دوران بہت سے لوگ ٹرین کی کھڑکیوں اور دروازوں سے باہر کود گئے۔ہلاک ہونے والے تمام افراد مصر کے شہری تھے جو اس ٹرین کے ذریعہ عیدالاضحیہ کی چھٹیاں منانے اپنے گھروں کو جارہے تھے۔

پا کستان میں

انتہاپسندوں کے خلاف ایک اور آپریشن

حکومت نے دینی وتعلیمی اداروں کو اسلحہ سے پاک کرنے کے لئے ایک اور آپریشن کی منظوری دے دی۔روز نامہ نوائے وقت کے مطابق کابینہ کے اجلاس میں وزیر داخلہ کی رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ مسلم لیگ،پیپلز پارٹی اور جماعت اسلامی سمیت بیشتر بڑی سیاسی جماعتیں یونیورسٹیوں اور کالجوں میں طلباء ونگ کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرتی ہیں۔یہ آپریشن پولیس،ضلعی ناظمین اور قانون نافذ کرنے والے ادارے مشترکہ طور پر کریں گے۔

(نوائے وقت لاہور،پاکستان،انٹرنیٹ ایڈیشن (13-1-2002)

جرمنی میں ترک نژاد اسلامی تنظیم پر پابندی

جرمنی کے وزیر داخلہ جناب اُٹو شلی (SPD) نے ایک اسلامی تنظیم Kalifatsstaat پر پابندی لگا دی ہے۔کولن شہر میں اس تنظیم کے خلیفہ "میتین کپلان" کو ملک بدر کا حکم دئے جانے کا امکان ہے۔لیکن اس بات کی ترک حکومت سے یقین دہانی ضروری ہے کہ حکومت کپلان کو موت کی سزا نہیں دے گی۔

جناب شلی نے کہا ہے کہ قانون میں یہ تبدیلی ملک کے اندرونی حفاظتی نظام کو مضبوط بنانے کے لئے کی گئی ہے۔ترک تنظیم کے یہ خلیفہ ملک میں قائم امن کی فضا کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور امن کے لئے خطرہ بن گئے تھے۔اس تنظیم کے ممبران کی تعداد ۱۰۰۰ ابتائی جاتی ہے۔اس تنظیم کے تمام اثاثوں کو منجمد کر دیا گیا ہے اور مراکز اور دفاتر بند کردئے گئے ہیں۔

پاکستان سرکار کی فرقہ پرست تنظیموں کے خلاف کاروائی شروع

ملتان (28 فروری)...... پاکستان کی پولیس نے 44 مسلم کارکنوں کو 11 شیعوں کے مارے جانے کے سلسلہ میں گرفتار کرلیا ہے۔ایک پولیس افسر نے کہا کہ ہم نے لشکر جھنگوی،سپاہ صحابہ اور جیش محمد کے سرگرم کارکنوں کو گرفتار کیا ہے۔ان تینوں سنی تنظیموں پر پابندی لگی ہوئی ہے۔پاکستان میں راولپنڈی شہر کے نزدیک شیعوں کی مسجد پر حملہ میں 10 افراد مارے گئے۔منگل وار شام کو ہوئی اس واردات کے بعد ملی ٹینٹوں اور فرقہ وارانہ گروپوں کے خلاف ایڈمنسٹریشن کی کاروائی زور پکڑ چکی ہے۔یہ امر قابل غور ہے کہ موٹر سائیکل پر سوار 3 مسلح افراد نے شیعہ فرقہ کی ایک مسجد پر اس وقت اندھادھند فائرنگ کی جب لوگ نماز ادا کر رہے تھے۔اس واقعہ میں 10 افراد مارے گئے جبکہ 20 دیگر شدید زخمی ہو گئے۔اسلام آباد کے سرکردہ پولیس افسر نصیر درانی نے بتایا کہ اس واقعہ کے سلسلہ میں سپاہ صحابہ گرپ کے 20 سے زیادہ لوگوں کو اسلام آباد اور دیگر علاقوں سے گرفتار کیا گیا ہے۔قابل زکر ہے کہ پاکستان کے صدر پرویز مشرف نے سنی گروپ سپاہ صحابہ اور شیعہ گروپ تحریک جعفریہ پر مکمل طور پر پابندی لگادی تھی۔

قائدین مجالس اور ناظمین اطفال سے التماس

جملہ قائدین مجالس اور ناظمین اطفال سے درخواست ہیکہ وہ اپنی ماہانہ کارگزاری رپورٹ باقاعدگی سے دفتر اطفال الاحمدیہ بھارت کو ارسال کرتے رہیں۔جن مجالس نے ابھی تک تجنید و تشخیص بجٹ فارم مجلس اطفال الاحمدیہ پُر کر کے دفتر کو ارسال نہیں کیا وہ اولین فرصت میں دفتر کو ارسال کریں۔جزاکم اللہ (مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

صوبائی اجتماع انصاراللہ اڑیسہ

مجلس انصار اللہ صوبہ اڑیسہ کا سالانہ اجتماع مورخہ 9/10 مارچ کو بمقام پنکال منعقد ہورہا ہے۔اراکین مجلس انصار اللہ اور زعماء کرام سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں نمائندگی فرما کر اس اجتماع کو کامیاب بنائیں اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر جہت سے بابرکت کرے آمین .... (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

مختلف جماعتوں میں واقفین نو کے اجتماعات

❁فرینکفرٹ

مورخہ ۱۱ نومبر بروز اتوار فرینکفرٹ کے واقفین نو بچے اور بچیوں کا سہ ماہی پروگرام بمقام بیت السبوح منعقد ہوا۔بعد نماز عصر ۳ بجے زیر صدارت مکرم شمس الحق صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو تلاوت قرآن کریم سے پروگرام کا آغاز ہوا جو عزیزم احیاء الدین نے کی۔ بچے اور بچیوں کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔

واقفین کو تین گروپوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔عمر کے لحاظ سے ہر ایک سے سوالات پوچھے گئے۔۶۵ بچوں اور ۲۶ بچیوں نے اس میں حصہ لیا۔۵۵ والدین نے بھی اس میں شرکت کر کے بچوں کی حوصلہ افزائی کی۔

پروگرام کے آخر پر لوکل امیر فرینکفرٹ نیشنل سیکرٹری وقف نو نے اپنے خطاب میں والدین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔اس کے بعد مکرم لئیق احمد منیر صاحب انچارج وقف نو جرمنی نے تقریر فرمائی اور تربیت اولاد کے سلسلہ میں والدات کو زریں ہدایات سے نوازا۔آپ نے اول،دوم اور سوم آنے والے بچوں میں انعامات بھی تقسیم کئے۔دعا کے ساتھ یہ اجلاس بخیر وخوبی برخاست ہوا☆☆

❁فلڈا نوئے ہوف

خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ شعبہ وقف نو لوکل امارت فلڈا نوئے ہوف کو چوتھا سہ ماہی لوکل اجتماع 'واقفین نو' مورخہ ۱۰ نومبر کو بمقام 'نوئے ہوف' نماز سینٹر میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔واقفین اور واقفات کی بھرپور تعداد سے اجتماع کی رونق خوب بڑھی۔افتتاحی تقریب لوکل امیر صاحب فلڈا نوئے ہوف کی زیر صدارت عمل میں آئی۔آپ نے واقفین نو بچے اور بچیوں کی خوب حوصلہ افزائی کی اور انہیں بڑھ چڑھ کر مقابلہ جات میں حصہ لینے کی ترغیب دی اور آخر پر افتتاحی دعا کرواتے ہوئے اجتماع کا آغاز کروایا۔

افتتاحی تقریب کے بعد واقفین اور واقفات کا عمر کے مطابق مقررہ نصاب کا امتحان ہوا۔واقفین اور واقفات کے لئے الگ الگ ممتحن مقرر کئے گئے تھے۔ایک ماہ دس دن قبل ہی نصاب تمام واقفین بچے اور بچیوں تک پہنچا دیا گیا تھا۔تمام پروگرام اللہ کے فضل سے بہت ہی دلچسپ رہے۔والدین نے اچھی تیاری کے ساتھ اپنے بچوں کو اجتماع میں شامل کیا تھا۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے☆☆

اسلام امن کا گہوارا ہے-امن اور دہشت گردی اکٹھے نہیں ہو سکتے

ریجن ویسٹ فالن (جرمنی) میں مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب مبلغ سلسلہ کا پریس کانفرنس سے خطاب

۱۱ ستمبر کو امریکہ میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کے بعد اسلامی تصور کو جس طرح مجروح کیا گیا اس کے پیش نظر یکم اکتوبر کو Munster میں ایک پریس کانفرنس بلائی گئی۔جس کا اصل مقصد اسلام کی حقیقی تصویر کو عوام الناس کے سامنے پیش کرنا تھا۔الحمد للہ Munster سے نکلنے والے تمام اخبارات اور ریڈیو WDR کے نمائندے حاضر ہوئے۔جس میں ہماری طرف سے مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب مبلغ سلسلہ نے پہلے جماعت احمدیہ عالمگیر کا تعارف پیش فرمایا کہ آج صفحہ عالم پر حقیقی امن اسلام کی نمائندگی صرف اور صرف جماعت احمدیہ کر رہی ہے اور جو قرآنی تعلیم کے مطابق اسلام میں جبر اور تشدد کو ناجائز قرار دیتی ہے۔اسلام تو امن کا گہوارہ ہے اور امن اور دہشت گردی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے تو اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے پریس کے نمائندوں کو انتہائی تسلی بخش جوابات دئے اور فرمایا کہ ہم کسی بھی قسم کی دہشت گردی کو پسند نہیں کرتے خواہ مذہب کے نام پر ہو یا کوئی اور وجہ ہو ہمارا ماٹو تو "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"ہے دوسرے دن تمام اخبارات نے جلی حروف کے ساتھ پریس کانفرنس کی رپورٹ شائع کی☆☆